احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ
منہاج القرآن
لاہور

اپریل 2021ء

رمضان المبارک

حکمتیں، تقاضے اور انعامات

تعلق باللہ اور معرفتِ الٰہیہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و تربیتی خصوصی خطاب

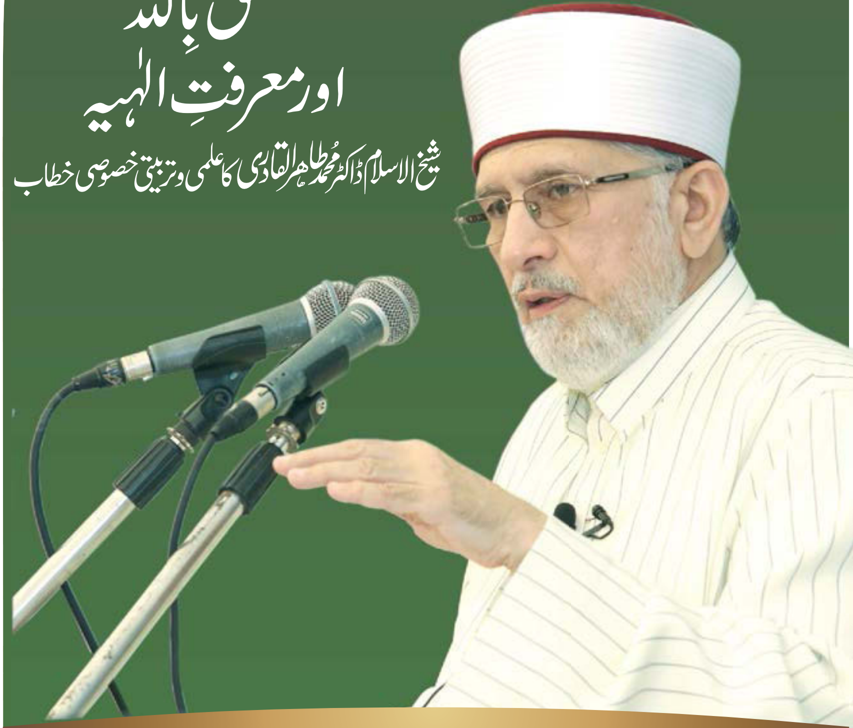

مطالعۂ کتب کی ضرورت و اہمیت

قائد ڈے تقریبات فروری 2021ء

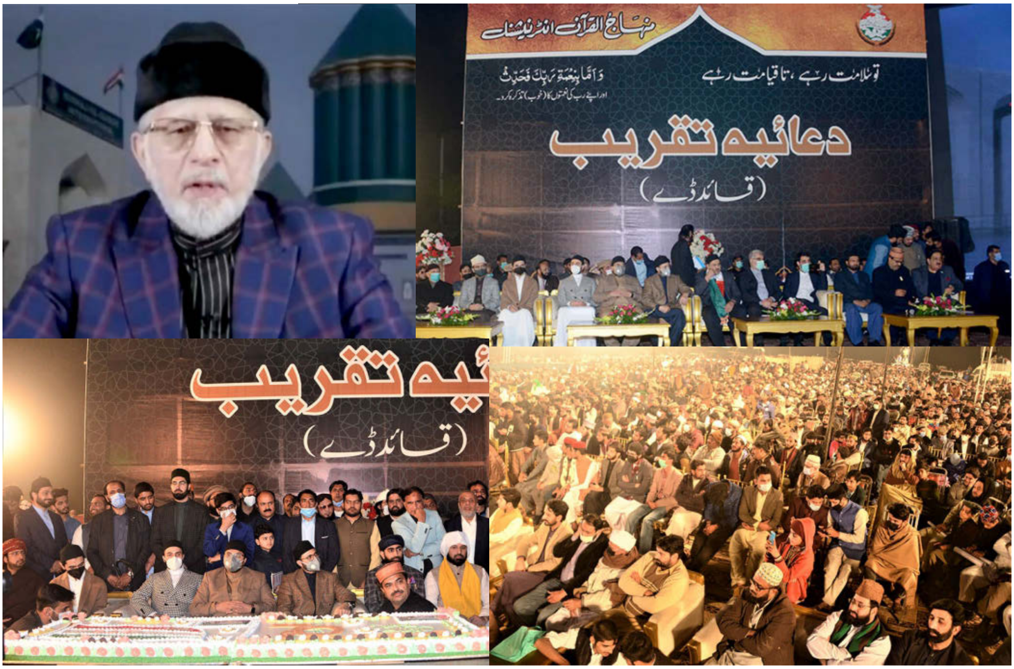

مرکزی تقریب

منہاج یونیورسٹی لاہور

فیصل آباد

سیالکوٹ

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیرالاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد: 35 شمارہ: 4 | شعبان/رمضان ۱۴۴۲ھ | اپریل 2021ء

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، محمد افضل قادری

حسن ترتیب

اداریہ: صالح قیادت کا انتخاب، مگر کیسے؟	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: تعلق باللہ اور معرفتِ الٰہیہ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
دورۂ علوم الحدیث (نشست: سوم، حصہ: 4)	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	13
الفقہ: رمضان المبارک: حکمتیں، تقاضے اور انعامات	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	17
رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں	ڈاکٹر علی اکبر الازہری	21
مطالعۂ کتب کی ضرورت واہمیت اور عصری تقاضے	ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی الازہری	25
تحریک منہاج القرآن میں منہاجینز کا کردار	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	29
منہاج انسٹی ٹیوٹ برائے قرأت و تحفیظ القرآن کے پرنسپل محمد عباس نقشبندی سے خصوصی گفتگو		32
شیخ الاسلام کی 70 ویں سالگرہ کے موقع پر کانفرنسز، سیمینارز کا انعقاد (خصوصی رپورٹ)		36

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم | گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری | عکاسی قاضی محمود الاسلام

قیمت فی شمارہ: 35 روپے | سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیوٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور Ext:128 UAN:042-111-140-140

حمد باری تعالیٰ

وہی خدا ہے جو رحمتوں کے، بھرے خزانے لٹا رہا ہے
جو دستِ قدرت سے ہر کسی کو، کھلا رہا ہے پلا رہا ہے

اسی کے دم سے ہے زندگانی، عطا اسی کی ہے دانہ پانی
وہی نگاہِ کرم سے اپنی، نظامِ ہستی چلا رہا ہے

نہاں نظر کی ہے وسعتوں سے، عیاں ہے وہ اپنی قدرتوں سے
""سمجھ سے بالا ہے ذات اس کی، مگر دلوں میں سما رہا ہے"

نجات الم سے جو چاہتے ہو، درِ خدا پر جبیں جھکاؤ
ہے مونسِ مبتلائے غم وہ، گرے ہوؤں کو اٹھا رہا ہے

کریں ادا اس کا شکر کیسے، جو اپنے لطف وکرم کے صدقے
بچا کے شیطاں کی یورشوں سے، رہِ ہدیٰ پر چلا رہا ہے

کہاں تراکیبِ حرف و معنیٰ، کہاں بیانِ جمالِ جاناں
خوشا کہ مجھ ایسے بے ہنر سے، وہ حمد اپنی لکھا رہا ہے

نہ ہوگا ہمذاؔنی غم بداماں، نہ ہوگا محشر میں بھی پریشاں
وسیلۂ حمد و نعت سے جو، نصیب اپنا جگا رہا ہے

﴿انجینئر اشفاق حسین ہمذاؔنی﴾

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

سلام اسؐ پر کہ مرجعٔ ہر سلام وہؐ ہے
لبوں پہ شکلِ درود میں، صبح و شام وہؐ ہے

وہؐ سب جہانوں کے واسطے بن کے آیا رحمت
ہے نسبتِ خیر اس سے، خیرالانامؐ وہؐ ہے

خجالت آور سفر جہاں بھر کے راستوں کا
بس ایک جو، رُو بہ طیبہ ہے شاد کام وہؐ ہے

ورق ورق ہے گواہ تاریخ، زندگی کی
کہ بہرِ تکریم و لائقِ احترام وہؐ ہے

لبوں پہ جب "یا محمدؐ" اور آنکھ میں نمی ہو
درود خوانی میں سب سے اعلیٰ مقام وہ ہے

خدا کو اک پل بھی ہونے دیتا نہیں وہ اوجھل
خدا کی جانب سفر نما، گام گام وہؐ ہے

صحیفۂ رازِ کُن کا ہے انتساب اُسؐ سے
کتابِ ہستی کا سب سے فرخندہ نام وہؐ ہے

ہر اک زمانے کے واسطے ہے خطاب اُس کا
پیام ہے جس کا تا ابد، خوش کلام وہؐ ہے

یہ ابتدا ہے ریاضؔ معراج کے سفر کی
صفِ رسولاں ہے مقتدی پیش امام وہؐ ہے

﴿پروفیسر ڈاکٹر ریاضؔ مجید﴾

اداریہ

صالح قیادت کا انتخاب، مگر کیسے؟

قیادت ایک میزان ہے جس کے دونوں پلڑوں میں پورا نظامِ حیات سمویا ہوتا ہے۔ جب میزان میں خلل آتا ہے تو توازن بگڑ جاتا ہے جس کے نتیجے کوئی اندازہ اور پیمانہ درست نہیں رہتا۔ ایک زمانہ تھا کہ کاروباری و اخلاقی زندگی کے پیمانوں کی کڑی جانچ پڑتال ہوا کرتی تھی تا کہ صارفین کے مفادات کا تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ سوسائٹی سے بدعنوانی اور بددیانتی اور بداخلاقی کے عنصر کا سدباب کیا جا سکے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی انحطاط بڑھتا چلا گیا، ہمارے سماجی رویے چیک اینڈ بیلنس کو بوجھ محسوس کرنے لگے اور ہم توازن سے بتدریج محروم ہوتے چلے گئے۔ شومئی قسمت آج کاروباری، سیاسی اور سماجی زندگی توازن کھو چکی ہے۔ اگر ہم اس المیے کو مختصر الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو یہ المیہ قیادت کے بحران کے سبب وجود میں آیا۔

یہ سوال انتہائی اہم ہے کہ قیادت کے انتخاب کا پیمانہ کیا ہونا چاہیے؟ یہ قیادت سیاسی ہو یا مذہبی، اس کے انتخاب میں حد درجہ احتیاط ناگزیر ہے۔ آج کے ماڈرن جمہوری دور کے اندر سیاسی قیادت سوسائٹی کے جملہ امور و معاملات کی نگران اور ذمہ دار ہے۔ سیاسی قیادت ہی ہے کہ جو سیاسی، سماجی، معاشی اور مذہبی امور کے حوالے سے پالیسی تشکیل دیتی اور فیصلے صادر کرتی ہے، اس لیے سیاسی قیادت کے انتخاب کے حوالے سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جا سکتا۔

اگر ہم 70ء کی دہائی کے سیاسی و انتخابی معاملات کا عمومی جائزہ لیں تو رائے عامہ ہائی جیک کرنے اور من پسند انتخابی نتائج حاصل کرنے کی کرپٹ پریکٹسز وسیع پیمانے پر نظر آتی ہیں۔ 77ء کے الیکشن سیاسی تاریخ کے متنازعہ ترین الیکشن قرار پاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ 77ء کے انتخابات کے تناظر میں ایک صاف و شفاف انتخابی طریقہ کار وضع کیا جاتا تا کہ عوام کو حقیقی اور صالح قیادت منتخب کرنے میں مدد ملتی۔ انتخابی نظام کو شفاف بنانے کی بجائے اِسے اس قدر آلودہ کیا گیا کہ عوام کا نظامِ انتخاب سے مکمل اعتماد تو اٹھا ہی تھا اس کے ساتھ ساتھ وہ سیاسی قائدین جو اس نظامِ انتخاب کے بانیان میں سے ہیں، وہ بھی انتخابی دھاندلیوں پر چیخ اٹھے۔ 77ء کے بعد ہونے والے کسی انتخاب پر بھی شفافیت کی مہر نہ لگ سکی اور آج صورتحال یہ ہے کہ پاکستان کے سب سے طاقتور عہدیدار وزیراعظم بھی نتائج تبدیل کرنے، خرید و فروخت ہونے اور دھاندلی پر سراپا احتجاج ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پاکستان کی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے تین دہائیاں قبل انتخابِ قیادت کے انتہائی اہم اور نازک مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو کی اور بیداری شعور مہم کا آغاز کیا۔ ان کی اس مہم کا مرکز و محور نظام انتخاب تھا۔ 90ء کی دہائی میں پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام علماء و مشائخ کا ایک عظیم الشان کنونشن منعقد کیا گیا تھا جس کے مشترکہ اعلامیہ میں واشگاف الفاظ میں کہا گیا تھا کہ ''پاکستان میں رائج نظامِ انتخاب کسی بھی لحاظ سے اسلام کے دیئے ہوئے تصورِ انتخابات و حکمرانی کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی یہ عوام کی حقیقی نمائندگی کا آغاز ہے۔ موجودہ نظامِ انتخابات صرف سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے، اس کے ذریعے ہمیشہ اسمبلیوں میں بیشتر ایسے نااہل، بددیانت اور مفاد پرست افراد پہنچے ہیں جنہوں نے ملک و قوم کی خدمت کی بجائے اپنے ذاتی مفادات کا تحفظ کیا، ہارس ٹریڈنگ، لوٹ مار، غبن، خیانت اور ناجائز طریقوں پر کروڑوں، اربوں روپے کے قرضے لینا اور دھوکہ دہی سے معاف کروانا ان اراکین کا معمول بن چکا ہے''۔ 3 دہائی قبل منعقد ہونے والے اس کنونشن کے اعلامیہ میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ ''متناسب نمائندگی کا شورائی نظام نافذ کیا جائے''۔

موجودہ حکومت تبدیلی کا نعرہ لگا کر اقتدار میں آئی تھی لیکن تبدیلی کے حوالے سے فی الحال اپنا دوٹوک کردار ادا کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ سینیٹ کے بدنام زمانہ الیکشن کے موقع پر وزیراعظم نے کہا ہے کہ وہ نظام کو بدلیں گے، انہوں نے یہ بات اعلانیہ خرید و

فروخت کی ویڈیوز منظر عام پر آنے کے باوجود الیکشن کمیشن کی طرف سے کوئی کردار ادا نہ کرنے کے ردعمل میں کہی۔ بہر حال اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ موجودہ کرپٹ اور دھاندلی زدہ نظامِ انتخاب نے ایماندار اور صالح قیادت کا راستہ روک رکھا ہے اور اس مخصوص نظام کے باعث صرف کروڑ اور ارب پتی افراد ہی اسمبلیوں تک پہنچ پاتے ہیں۔ عام انتخابات کے ساتھ ساتھ سینیٹ جیسے ایوان بالا کے انتخابات میں بھی سینیٹرز کی بولیاں لگتی ہیں، انہیں اربوں، کروڑوں میں خریدا جاتا ہے اور یہ سارا کھیل کھلے عام ہورہا ہے۔ انتخاب اور انصاف کے ادارے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں مگر بے بسی کا یہ عالم ہے کہ کوئی بھی کچھ کرنے میں ناکام ہے۔

دیانت، امانت اورصداقت کی جگہ دولت نے لے لی ہے،الیکشن وہی لڑتا ہے جس کے پاس خرچ کرنے کے لئے کروڑوں، اربوں ہوں، پڑھا لکھا عام آدمی اس نظام میں کونسلر کا الیکشن لڑنے کی سکت سے بھی محروم ہے۔ ترقیاتی فنڈز کے نام پر سیاسی رشوت اور کرپشن کا ایک ایسا بازار گرم کیا گیا ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ ہر سال ایک ہزار ارب روپے سے زائد کی رقم چاروں صوبوں بشمول وفاق میں بجٹ میں مختص کی جاتی ہے، اس رقم کا بڑا حصہ تعمیراتی اور تکنیکی شعبہ جات کے ماہرین اور انفراسٹرکچر کے کوالیفائیڈ اداروں کی بجائے حکمران جماعت کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کے ذریعے خرچ کیا جاتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ ترقیاتی فنڈز منتخب نمائندوں کے ’’منتخب ٹھیکیداروں‘‘ کے ذریعے خرچ کیے جاتے ہیں اور اس کا حصہ اوپر سے لے کر نیچے تک تقسیم ہوتا ہے، کمیشن در کمیشن کے اس ماحول میں اصل منصوبے پر خرچ کرنے کے لئے رقم آٹے میں نمک کے برابر بچتی ہے اور منصوبوں کا معیار اس حد تک گر جاتا ہے کہ اگلے بجٹ سے پہلے مکمل کیے گئے ترقیاتی منصوبے ریت کی دیوار ثابت ہوتے ہیں اور پھر نئے سرے سے ان کو بنانے سنوارنے پر بجٹ حاصل کیے جاتے ہیں ،یہی کھیل گزشتہ چار دہائیوں سے شد و مد کے ساتھ کھیلا جارہا ہے۔ پاکستان 100 ارب ڈالر سے زائد کا مقروض ہو گیا مگر پاکستان کا کوئی ایک شہر ایسا نہیں جسے ماڈل شہر کا درجہ دیا جا سکے۔ ’’ترقیاتی کرپشن‘‘ کا یہ نظام اس حد تک اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہے کہ ہر حکومت اپوزیشن کے زمانے میں ترقیاتی فنڈز محکمہ جات سے خرچ کروانے کا مطالبہ کرتی ہے مگر جیسے ہی وہ اقتدار میں آتے ہیں تو ترقیاتی منصوبوں اور فنڈز کی بندربانٹ شروع ہو جاتی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ منتخب نمائندوں کے ذریعے ترقیاتی فنڈز کے استعمال پر پابندی عائد ہونی چاہیے اور جتنی جلد ممکن ہو سکے کرپشن کے اس دروازے کو بند کر دیا جائے۔ اگر ترقیاتی فنڈز، تقرر و تبادلہ، من پسند پوسٹنگز کو منتخب نمائندوں سے الگ کر دیا جائے تو کوئی بھی شخص ایم این اے یا ایم پی اے کا الیکشن لڑنے کے لئے تیار نہیں ہو گا کیونکہ ان کا مقصد قانون سازی کرنا یا پالیسیاں بنانا نہیں بلکہ ایک کروڑ لگا کر دو کروڑ جمع کرنا ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا یہ مشہورِ عام جملہ ہے کہ ’’یہ نظام نمک کی کان ہے، جو اس کان میں جائے گا وہ بھی نمک ہو جائے گا۔ نظام کے نمک کی اس کان میں ہیرا بھی اگر رکھ دیا جائے تو وہ بھی نمک بن جائے گا۔‘‘ نظامِ انتخاب کو آئین کے تابع کرنے اور کرپٹ پریکٹسز کے خاتمے کے لیے شیخ الاسلام نے سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا جس کا نکتۂ عروج جنوری 2013ء کا لاہور سے اسلام آباد تک کا لانگ مارچ تھا۔ خون جما دینے والی سردی میں لاکھوں افراد کے ہمراہ لاہور سے اسلام آباد تک اس لانگ مارچ کا بنیادی مقصد نظامِ انتخاب کو کرپٹ پریکٹسز سے پاک کرنا تھا اور ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ ایماندار اور صالح قیادت کے لیے ضروری ہے کہ کاغذاتِ نامزدگی کے مرحلہ پر سکروٹنی کی جائے اور آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کی ہر شق پر اس کی روح کے مطابق عملدرآمد کیا جائے حالانکہ یہ آئینی مطالبات تھے جنہیں تحریری معاہدوں کے باوجود نظر انداز کیا گیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بیداریِ شعور کے حوالے سے نظامِ انتخاب کو بدلنے کے لیے جو جدوجہد کر سکتے تھے، وہ انہوں نے کی لیکن بدقسمتی سے جمہوریت کے نام پر ایک مافیا مسلط ہے جو عوامی امنگوں کا خون کرنے کے ساتھ ساتھ ہر روز آئین و قانون کا تمسخر بھی اڑاتا ہے اور اس مافیا کو نکیل ڈالنے والا کوئی نہیں ہے۔ (چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی)

تعلق باللہ اور معرفتِ الٰہیہ

تعلق باللہ کا پہلا درجہ، جب بندہ اللہ کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کا ارادہ کر لیتا ہے

جس کا دل خالصتاً اللہ کے ارادے میں فنا ہو جائے اُسے مرید کہتے ہیں: حضور غوث الاعظمؒ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و تربیتی خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین۔۔ معاون: محبوب حسین

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○

(آل عمران، ۳:۱۰۱)

’’اور جو شخص اللہ (کے دامن) کو مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی جاتی ہے۔‘‘

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے میں راہِ ہدایت کے حصول کی ضمانت دی گئی ہے۔ گویا تعلق باللہ ہی سے راہِ ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ آیئے! اب اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کا دامن تھامنے سے کیا مراد ہے اور اللہ کا دامن کیسے تھاما جاتا ہے؟ نیز اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق کس طرح قائم ہوسکتا ہے جو انسان کو راہِ ہدایت پر گامزن کردے اور اس کے سیرت و کردار میں تبدیلی لے آئے؟

تعلق باللہ کے درجات

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے انبیاء کرامؑ پر نازل کردہ کتب میں مذکور اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تعلق باللہ کے درج ذیل تین درجات واضح ہوتے ہیں:

۱. من أرادنا أردناه

تعلق باللہ کا پہلا درجہ یہ ہے: من ارادنا اردناہ۔

’’جس بندے نے ہمارا (اللہ کا) ارادہ کر لیا، ہم (اللہ) اُس کا ارادہ کر لیتے ہیں۔‘‘

تعلق باللہ کے اس درجہ کا مفہوم غنیۃ الطالبین میں ارادہ کے باب میں حضور غوث الاعظمؒ کی طرف سے بیان کردہ ’’مرید‘‘ کی تعریف سے بھی واضح ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ کا ارادہ کر لے اور جس کا دل خالصتاً اللہ کے ارادے میں فنا ہو جائے تو اُسے مرید کہتے ہیں۔ یعنی جب بندے نے اللہ کا ارادہ کیا تو وہ مرید بن گیا۔ دوسری صورت اگر اللہ اُس بندے کا ارادہ فرما لے تو وہی مرید؛ ’’مراد‘‘ بن جاتا ہے۔ یعنی بندہ اگر اللہ کا طالب بنے تو وہ اسے مطلوب بنالیتا ہے اور اگر اللہ کا محبّ بنے تو وہ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کا تعلق باللہ اس درجہ کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے خلوص کو دیکھتے ہوئے اِن کا ارادہ کرلیتا ہے، انہیں چاہنے لگتا ہے، ان کی طرف اپنی توجہ فرماتا ہے اور اپنے لطف و کرم کا چہرہ ان کی طرف کرلیتا ہے۔ ہم تو اللہ کے مرید بننے کی طلب میں رہتے ہیں، جبکہ اس کے کرم کی انتہا یہ ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! میں تجھے ’’مراد‘‘ بنانے کو تیار ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے خالصتاً میرا ارادہ تو کر۔۔۔ اپنے دل کو میرے ارادے سے معمور کر۔۔۔ اور پھر دیکھ میں تجھے ’’مراد‘‘ کا مقام کیسے عطا کرتا ہوں۔

جب بندہ اللہ کی طرف سے مراد کے مقام پر فائز ہو

☆ (خطاب نمبر: Fs-37)، (مقام: جامع المنہاج، بغداد ٹاؤن)، (تاریخ: 2 جولائی 2016ء)

جاتا ہے تو ساری دنیا اُس بندے کا ارادہ کرنے لگتی ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ نے اپنا چہرۂ شفقت اور چہرۂ لطف وکرم اُس بندے کی طرف کرلیا تو پھر مخلوق کیوں اس کا ارادہ نہیں کرے گی اور اسے اپنی توجہ کا مرکز ومحور کیسے نہیں بنائے گی۔

۲. ومن أراد منا أعطيناه

تعلق باللہ کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ:

من اردا منا اعطيناه۔

''اور جس نے ہم سے کسی شے کا ارادہ کیا، ہم نے اُسے وہ شے عطا کر دی۔''

پہلے درجہ میں بندے نے اللہ کا ارادہ کیا، اسے ہی چاہا اور اس سے فقط اسے ہی مانگا تو اُس کے بدلے اللہ نے بھی اس کا ارادہ کر لیا، جبکہ دوسرے درجہ میں بندے کا اللہ سے تعلق اس قدر عالی اور مضبوط ہوجاتا ہے کہ وہ اللہ سے کوئی بھی شے مانگے تو اللہ اسے وہ شے عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا اگر بندہ اللہ سے اسی کی ذات کی چاہت کا سوال کرے تو اللہ اسے نہ صرف اپنی چاہت عطا کرتا ہے بلکہ اس بندے کو بھی چاہنے لگتا ہے۔

۳. كنا له ومالنا

تعلق باللہ کا تیسرا مقام یہ ہے کہ

من أحبنا أحببناه، ومن اكتفى بنا عمّا لنا كنّا له وما لنا.

''جس نے ہم سے محبت کی، ہم اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جس نے جو کچھ ہمارے پاس ہے، اُس پر قناعت کر لیا (یعنی وہ کہتا ہے کہ مولا جو کچھ تیرے پاس ہے میں اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں تو اللہ فرماتا ہے) تو ہم بھی اُس بندے کے ہو گئے اور جو کچھ ہمارا ہے، وہ سب بھی اُسی بندے کا ہو گیا۔''

یعنی جس نے ہم پر اکتفا اور بھروسہ کیا اور پھر طالب ومحتاج بن کر دائیں بائیں تکتا نہ رہا تو ہم اُسی کے ہو گئے اور جو کچھ ہمارا ہے وہ بھی اُسی کا ہو گیا۔ اسی تصور کو علامہ اقبال نے یوں واضح کیا:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

کُنَّا لَهُ کی تفسیر اقبال نے ''کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں'' کے الفاظ میں کردی اور وَمَا لَنَا کی تفسیر ''یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں'' کے الفاظ میں کردی۔ یعنی اب ہم بھی اُسی بندے کے ہو گئے اور جو کچھ ہمارا ہے، وہ بھی اُسی کا ہو گیا۔

اللہ کو طلب کرنے کا طریقہ

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے دل میں الہام کیا اور فرمایا:

ألا من طلبني وجدني، و من طلب غيري لم يجدني.

''میرے بندے آگاہ ہو جا! جس نے مجھے (صدقِ دل کے ساتھ) طلب کیا، اُس نے مجھے پا لیا اور جس نے میرے سوا کسی اور شے کی طلب کی (وہ اُسے پائے یا نہ پائے) مجھے نہیں پائے گا۔''

یہ اولیاء وعرفاء کی شان ہے کہ وہ رب کو پا لیتے ہیں کیونکہ وہ رب کو چاہتے ہیں اور رب ان کو چاہتا ہے جس کی وجہ سے پھر ساری کائنات انہی کی ہوجاتی ہے۔ افسوس کہ ہم وہ راہ چھوڑ کر دنیا کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔

؎ کافر کی یہ شان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ شان کہ گم اُس میں ہیں آفاق

مردِ حق وہ ہوتا ہے کہ جس میں دنیا گم ہوجاتی ہے اور دنیا اُس کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اللہ اس بندے کا ارادہ کر لیتا ہے اور جب اللہ کسی کو چاہنے لگے تو پھر دنیا بھی اُس کی محبت کی متلاشی دکھائی دیتی ہے۔ جب ہم دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگتے ہیں تو دنیا ہماری مراد بن جاتی ہے اور ہم دنیا کے مرید ہوجاتے ہیں۔

اس تصور کو اس مثال سے سمجھیں کہ جب ہم سائے کے پیچھے چلیں تو سایہ آگے آگے ہوتا ہے اور ہم پیچھے چلتے ہیں اور اگر اُسی جگہ رخ بدل لیں اور سائے کی طرف پشت کر کے الٹی سمت چلنے لگ جائیں تو پھر ہم آگے چلتے ہیں اور سایہ پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ اسی طرح جب تک کہ ہم دنیا کو نہ چھوڑ دیں، دنیا ہمیں نہیں چھوڑتی۔

گویا اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے الہام کیا کہ اے میرے بندے! اگر تو دنیا کی طلب میں بڑھتا چلا جائے گا تو دنیا تیرے آگے بھاگے گی اور اگر دنیا کو پشت کر کے میری طرف چلے گا تو دنیا تیرے پیچھے آئے گی۔

۲۔ اپنے اولیاء وصلحاء کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر الہام کیا کہ:

ألا من طلبني بالتوبة و جدني بالمغفرة. و من طلبني بشكر النعمة وجدني بالزيادة. ومن طلبني بالدعاء وجدني بالإجابة. ومن طلبني بالتوكل وجدني بالكفاية. ومن طلبني بالقربة وجدني بالمؤانسة. ومن طلبني بالمحبة وجدني بالوصلة.

’’جس نے مجھے توبہ کی آرزو کے ساتھ طلب کیا، اُس نے مجھے مغفرت کے ساتھ پا لیا۔ (یعنی جو توبہ کا دامن تھام کر مجھے طلب کرے گا، وہ میری مغفرت کو پا لے گا)۔۔۔ اور جس نے نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی حالت میں مجھے طلب کیا، وہ میری طرف سے نعمتوں کا کثیر حصہ پا لے گا۔۔۔ جس نے دعا کے ساتھ مجھے طلب کیا، وہ مجھے قبولیت کے ساتھ پا لے گا۔۔۔ جس نے توکل اور اعتماد کے ساتھ مجھے طلب کیا، وہ زندگی میں مجھے کافی و وافی پائے گا (یعنی اُس کی کوئی حاجت ادھوری نہیں رہے گی)۔۔۔ جس نے میرے قرب کو طلب کیا، وہ مجھے اپنے ساتھ محبت کرتا ہوا پا لے گا۔۔۔ اور جس نے میری محبت کو طلب کیا، اسے میرا وصال نصیب ہو جائے گا۔‘‘

رازِ ولایت کیا ہے؟

اولیاء وعرفاء میں سے ایک نامور صوفی حضرت عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز سفر پر جا رہا تھا کہ دورانِ سفر کسی صحرا میں مجھے ایک اللہ والا ملا، انھوں نے کملی اوڑھی ہوئی تھی۔ میں نے انھیں سلام کیا اور کہا:

رحمك الله أسئلك مسئلة.

’’اللہ آپ پر رحم فرمائے، میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔‘‘

اُس عارف نے جواب دیا: بیٹے! پوچھ لو جو کچھ پوچھنا ہے، مگر مختصر بات کرنا، اس لیے کہ دن گزرے جا رہے ہیں اور سانسوں کی گنتی ہو رہی ہے۔

میں نے پوچھا: **ما رأس التقوىٰ؟**

تقویٰ کی جڑ کیا ہے؟ یا تقویٰ کا کمال کیا ہے؟

فرمایا: **أصبر مع الله.**

اللہ کے ساتھ صبر پر رہنا یہ تقویٰ ہے۔

میں نے پوچھا: **ما رأس الصبر؟**

صبر کا راز کیا ہے؟

فرمایا: **التوکل علی الله.** ہر حال میں اللہ پر توکل رکھنا۔

میں نے پوچھا: توکل کا راز کیا ہے؟

فرمایا: **الإنقطاع إلی الله.**

ہر طرف سے دھیان کو کاٹ کر فقط اللہ کے دھیان پر لگ جانا۔

میں نے پوچھا: **ما ألذ الأشياء؟**

اس دنیا میں سب سے لذیذ ترین شے کیا ہے؟

فرمایا: **الأنس بذكر الله.** اللہ کے ذکر سے اُنس رکھنا۔

میں نے پوچھا: **ما أطيب الأشياء؟**

سب سے زیادہ خوبصورت اور پاکیزہ شے کیا ہے؟

فرمایا: **العيش مع الله.**

اللہ کے ساتھ زندگی کی راحت پانا۔ یعنی زندگی ایسے گزارنا کہ اللہ کی معیت میں گم رہے اور اللہ کی معیت میں رہنے سے زندگی کا مزہ لے۔ سفر، حضر، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے، پھرتے، کھاتے، پیتے الغرض ساری زندگی تصورِ معیتِ الٰہی کی لذت و کیفیت میں گزرے۔

میں نے پوچھا: سب سے زیادہ قریب شے کیا ہے جو آسانی سے مل سکے؟

فرمایا: **اللحوق بالله۔** اللہ سے ملنا۔ یعنی بندے کا اللہ سے ملنا بہت آسان ہے کیونکہ وہ بندے کے بہت قریب ہے مگر بندہ اس سے ملنا نہیں چاہتا۔ وہ تو فرماتا ہے:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِo (ق، ۵۰: ۱۶)

’’اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔‘‘

یعنی وہ ملنا چاہتا ہے، لیکن افسوس کہ ہم ملنے پر تیار نہیں۔

میں نے پوچھا: **أي شيء أوجع للقلب؟**

دل کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز کیا ہے؟

فرمایا: **فراق الله۔** اللہ سے جدا رہنا۔ یعنی اللہ کے اوامر و نواہی سے جدا رہنا، اللہ کی قربت طلبی سے جدا رہنا، جس راہ پر اللہ چاہتا ہے کہ ہم چلتے ہوئے نظر آئیں، اُس راہ سے جدا

رہنا۔ الغرض اللہ سے جدائی اختیار کر لینا زندگی کی سب سے بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔

میں نے پوچھا: سب سے زیادہ سرور اور خوشی کس شے میں ہے؟

فرمایا: **حسن الظن باللہ.**

ہر حال میں اللہ کے ساتھ اچھی امید رکھنا۔

میں نے پوچھا: **ما القلب السلیم؟**

سلامتی والا دل کیا ہے؟

فرمایا: **الذي لم یکن فیه سوی اللہ.**

سلامتی والا دل وہ ہے جس دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ یعنی سارا دل اللہ کے جلوے، محبت، قربت، رضا اور دھیان سے معمور ہو تو وہ قلبِ سلیم ہے۔

میں نے پوچھا: **من أین تأکل؟**

آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟

فرمایا: **من خزائن اللہ.**

اللہ کے خزانوں سے کھاتا ہوں۔

میں نے پوچھا: آپ کو کیا شے پسند ہے؟

فرمایا: اللہ جو فیصلہ کرے، وہی پسند ہے۔

میں نے عرض کی: جاتے ہوئے مجھے کوئی وصیت کر دیں جو میں زندگی میں اپنا لوں۔

فرمایا: بیٹے! اللہ کی اطاعت بجالانا، اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا، اللہ کی یاد میں لذت لینا اور اللہ کے محبوب بندوں میں شامل ہو جانا۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ الرازیؒ جو اکابر اولیاء میں سے ہیں، اُن سے پوچھا گیا کہ قلبِ صحیح کی علامت کیا ہے؟

فرمایا: **الذي هو من هموم الدنیا مستریح.**

جو دل دنیا کے غموں سے پاک ہے وہ قلبِ سلیم ہے۔

افسوس! ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے دل ہر وقت دنیا کے غم و دکھ سے بھرے ہوئے ہیں۔۔۔ ''یہ نہیں ملا، وہ نہیں ملا، کم مال ملا، فلاں زیادہ مالدار ہے، فلاں کے پاس گاڑیاں زیادہ ہیں، فلاں کی کوٹھی بڑی ہے، فلاں کی عزت زیادہ ہے، جاہ و منصب بڑا ہے، طاقت بڑی ہے، میرے پاس یہ نہیں، میرے پاس وہ نہیں۔۔۔'' ہم نے یہ تمام گورکھ دھندے، لعنتیں، مصیبتیں، اذیتیں اپنے اوپر سوار کر رکھی ہیں۔ ہم نے اپنے دل کو رنج و الم، پریشانیوں، اذیتوں سے بھر رکھا ہے، ہمیں نہ سوتے میں سکون ہے اور نہ جاگتے میں قرار ہے۔ ہر وقت بے چینی ہے اور دھیان ہر وقت دنیا ہی کی چیزوں میں رہتا ہے۔

پوچھا گیا: دل کی غذا کیا ہے کہ یہ صحت مند ہو جائے؟

فرمایا: دل کی خوراک مولا کا ذکر ہے۔ یعنی وہ حی و قیوم ہے، جو دل اُس کا ذکر کرتا ہے، وہ دل بھی زندہ ہو جاتا ہے۔

پوچھا گیا: صدقِ ارادہ یعنی ارادے کی سچائی کیا ہے؟

فرمایا: **ترك ما علیه العادة.**

اگر ارادہ میں پختگی چاہتے ہو تو دنیوی عادت و روش کو چھوڑ دو، ارادہ سیدھا ہو جائے گا۔

پوچھا گیا: **وما الشوق؟** شوق کیا ہے؟

فرمایا: **ملاحظة ما فوق.**

جو کچھ دنیا میں نیچے ہے، اسے نہ دیکھنا اور جو اوپر ہے اسے دیکھنا۔ یہی وجہ ہے کہ آقا علیہ السلام دعا فرماتے: مولا! اپنا شوق عطا فرما۔

پوچھا گیا: مرید کسے کہتے ہیں اور مرید کی علامت کیا ہے؟

فرمایا: **أن یشتغل بالعبید.**

جو غلاموں کے پیچھے نہ دوڑے، وہ مرید ہے۔

پوچھا گیا: لذّت کیا ہے؟

فرمایا: رب سے موافقت رکھنا۔ یعنی رب جس حال میں رکھے اور جو فیصلہ کر دے، دل اُس کے موافق رہے۔۔۔ رب جو ہمارے لیے چاہے، دل اُس پر راضی ہو۔ اگر طبیعت اور اللہ رب العزت کے امر میں موافقت پیدا ہو جائے تو ساری زندگی لذّت سے معمور ہو جاتی ہے۔

پوچھا گیا: غریب (مفلس) کون ہے؟

فرمایا: **الذي لیس له من حبه نصیب.**

جسے مولا کی محبت نصیب نہیں ہے، وہی غریب ہے اور جسے دل میں مولا کی محبت ملی ہے، وہ غریب نہیں بلکہ غنی ہے۔ یعنی مال اُس کے ہاتھ میں ہو یا نہ ہو چونکہ اُس کے دل میں

مولا ہے، لہٰذا اُس سے بڑا غنی اور امیر کوئی نہیں۔ اللہ کی محبت اُس کو غنی کرتی ہے۔

پوچھا گیا: **ما أفضل الأعمال؟** افضل الاعمال کیا ہے؟

فرمایا: **ذکر الله علی کل حال.**

ہر حال میں مولا کا ذکر کرنا۔ یعنی ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا سب اعمال سے افضل عمل ہے۔

پوچھا گیا: **ما حجاب القلوب؟**

دلوں پر جو پردے آ جاتے ہیں اور انوار نظر نہیں آتے یہ کیا ہیں؟

فرمایا: **الإستکفاء بالمولود.**

وہ لوگ جو پرورش کے محتاج ہیں، جنہیں پرورش کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے دنیا پر بھروسہ کر لیتے ہیں، ان کے دل پر پردے آ جاتے ہیں اور جو پرورش کرنیوالے یعنی حقیقی رب پر بھروسہ کرتے ہیں، ان کے دلوں سے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں۔

پوچھا گیا: وفا کیا ہے؟

فرمایا: صدق و صفا کا نام وفا ہے۔ یعنی دل دنیا کے دھیان سے خالی، کدورتوں سے پاک اور رنجشوں سے صاف ہو جائے تو اس حالت کو وفا کہتے ہیں۔

پوچھا گیا: شریف (عزت والا) کون ہے؟

فرمایا: جو رب کے ساتھ محبت رکھے، وہی شریف اور عزت والا ہوتا ہے۔

پوچھا گیا: دنیا کیا ہے؟

فرمایا: **ما شغلك عن المولیٰ.**

جو شے تجھے اللہ سے دور کر دے، اُس کا نام دنیا ہے۔ یعنی خواہ جائے نماز پر کھڑے ہیں تو یہ عمل بھی اللہ سے دور کر سکتا ہے اگر یہ خیال دل میں آ جائے کہ ہمیں کوئی دیکھ لے گا تو کہے گا بڑے عبادت گزار ہیں تو اب جائے نماز پر کھڑے ہونے کے باوجود اللہ سے دور ہو گئے۔۔۔ اسی طرح سجدے میں ہیں اور دھیان یہ ہے کہ لوگ عبادت گزار سمجھیں گے، ہماری تعظیم ہو گی تو اسی سجدے نے اللہ سے دور کر دیا۔۔۔ اعمالِ صالحہ و عبادت کر رہے ہیں، مگر عبادت اس لیے کہ تعظیم ہو، عبادت گزار اور بزرگ سمجھے جائیں، تو اسی عبادت کے سبب مولا سے دور ہو گئے۔۔۔ ہر وہ عمل جو مولا سے دور کر دے، خواہ وہ عبادت کا عمل ہے یا معاملات کا عمل ہے، اُسے دنیا کہتے ہیں اور ہر وہ عمل جو مولا کے قریب کر دے، وہ عبادت ہے۔

معرفتِ الٰہی کے تقاضے

☆ حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رب! کیف الوصول إلیك؟

دل کرتا ہے کہ تیرے پاس آؤں، تجھ سے ملاقات ہو اور تیرا وصال نصیب ہو تو میں کیسے تجھ تک آؤں؟

رب تعالیٰ نے جواب دیا:

یا أبا یزید! دع نفسك و تعال.

نفس کو چھوڑ دے اور میرے پاس آ جا۔

یعنی اللہ کی ملاقات میں تیرا ''نفس'' اور تیری ''میں'' رکاوٹ ہے۔ یہ نفس تجھے مجھ سے ملنے نہیں دیتا۔ اس نفس کو نکال دے یعنی خود سے ''میں'' کو نکال دے تو میں تو تیرے سامنے ہوں۔

☆ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

طوبیٰ لرجل ذکر الله ولم یذکر إلا الله.

''مبارک ہو اُس شخص کو جس نے اللہ کو ایسا یاد کیا کہ اس کے دل میں سوائے اللہ کی یاد کے کوئی اور یاد باقی نہ رہے۔''

ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم تسبیح کرتے ہیں مگر تسبیح دنیا، عزت و جاہ اور مخلوق کے لیے کرتے ہیں۔ اللہ کے لیے تسبیح، ذکر اور عبادت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ایسا یاد کیا جائے کہ پھر اس کے بعد کسی غیر کی یاد دل میں نہ رہے۔

پھر فرمایا: **طوبیٰ لرجل خشي الله ولم یخشی إلا الله.**

''مبارک ہو اُس شخص کو جو اللہ سے ڈرا اور پھر ایسا ڈرا کہ اُس کے بعد کائنات میں کسی سے نہیں ڈرا۔''

پھر فرمایا: **طوبیٰ لعبد یسئل الله ولم یسئل إلا الله.**

''مبارک ہو اُس شخص کو جس نے اللہ سے مانگا، اور ایسا مانگا

کہ پھر دامن کسی اور کے سامنے پھیلایا نہیں۔" یعنی پھر اسی کا ہوگیا۔

عارفین کا حال

جب یہ کیفیت نصیب ہوتی ہے تو اللہ کی معرفت نصیب ہوجاتی ہے۔ ایسی کیفیت والوں کا حال کیا ہوتا ہے؟ آیئے اس کے چند مظاہر کا مطالعہ کرتے ہیں:

۱۔ امام ابن سیرینؒ (جلیل القدر تابعی) فرماتے ہیں:

لو خيرت بين الجنة و ركعتين.

اگر یہ حال دل کو نصیب ہو جائے کہ اللہ کی چاہت سے دل معمور ہوجائے اور اس کے سوا ہر چاہت دل سے نکل جائے اور اس کیفیت میں اگر مجھے اختیار دے دیا جائے کہ ایک طرف جنت ہے اور دوسری طرف دو رکعات نفل کا وقت ہے۔ جنت لے لو یا دو رکعات نماز پڑھ لو؟ ایک شے کا انتخاب کرنا ہے تو کیا کرو گے؟ فرمایا:

تخيرت الركعتين.

میں جنت نہیں چاہوں گا بلکہ دو رکعات کا وقت لے لوں گا۔

پوچھا گیا کہ اس انتخاب کی وجہ کیا ہے؟

فرمایا: **لإن في الركعتين رضاء الله والقرب منه.**

اس لیے کہ دو نفل پڑھنے میں مولا کی رضا بھی ہے اور مولا کی قربت بھی ہے۔ یعنی جو قربت اُن دو رکعات میں ملے گی، وہ جنت میں کہاں۔ اس لیے کہ جنت میں نفس مرغوبات، باغات، چشموں اور حور وقصور میں مشغول ہوتا ہے، جبکہ نماز میں دل صرف مولا کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ لہٰذا دنیا طلبی میں نفس کا اشتغال ہے اور ذکرِ الٰہی میں اللہ کے ساتھ ربط ہے۔

جب یہ تصور آجائے تو زاویۂ نگاہ بدل جاتا ہے، بندے کی ترجیحات، سوچ اور شخصیت بدل جاتی ہے اور پھر اُس بندے کی نگاہ جنت پر نہیں رہتی۔ جو اللہ سے جڑ جاتا ہے، اللہ کے عشق کی لذت لے لیتا ہے، اللہ کے تعلق اور وصال کی شراب کے جام پی لیتا ہے تو پھر اس کا زاویۂ نگاہ بدل جاتا ہے۔

۲۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں کعبۃ اللہ کے طواف میں تھا کہ میں نے دورانِ طواف ایک نوجوان کو دیکھا کہ جس کی حالت خراب تھی، کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور چہرے کا رنگ زرد تھا۔ میں سمجھا کئی دنوں سے بھوک اور فاقہ ہے اور کپڑوں کا حال دیکھ کر اندازہ کیا کہ بڑی غربت ہے۔ مجھے اُس پر ترس آ گیا۔ میرے پاس سو دینار تھے، میں نے سو دینار جیب سے نکالے اور طواف میں تیزی سے اُس کے قریب ہوا اور خاموشی سے اُس کے ہاتھ میں سو دینار پکڑانے کی کوشش کی۔ اُس نے میرا ہاتھ جھٹک دیا۔ میں نے پھر آگے بڑھ کر سو دینار پکڑانے کی کوشش کی تو اس نے پھر میرا ہاتھ جھٹک دیا۔ میں نے تیسری مرتبہ بھی یہی کوشش کی مگر اس نے میرا ہاتھ جھٹک دیا۔ بالآخر میں نے کہا کہ میرے جوان بیٹے! میں نے آپ کی حالت سے اندازہ کیا کہ آپ کو پریشانی ہے، میرے پاس یہ سو دینار ہیں، لے لیں اور اپنی کچھ ضرورتیں پوری کر لینا۔ وہ جوان رک گیا اور مجھے دیکھ کر گویا ہوا:

يا شيخ! هذه حالة لا أبيعها بالجنة وما فيها وهي دار الجلال و معدن البقاء وكيف أبيعها بثمن بأس من دار الغرور والفناء.

"مجھے سو دینار دے کر میرے اس حال کو آپ بدلنا چاہتے ہیں؟ یہ حال بڑی مشکل سے میں نے مولا سے لیا ہے۔ خدا کی عزت کی قسم! اگر ساری جنت اور جنت کی ساری نعمتیں دے دی جائیں اور یہ حالت لے لی جائے تو بھی جنت کے عوض یہ سودا نہیں کروں گا۔"

یعنی آپ تو سو دینار دے کر میرے حال کو بدلنا چاہتے ہیں، مجھے اس حال میں یہ لذت ملی ہے کہ مولا کے ساتھ ہمہ وقت میرا ایک تعلق قائم رہتا ہے اور میں اُس تعلق کی لذّت میں مصروف رہتا ہوں۔ یہ حال میں ان پیسوں کے عوض نہیں بیچوں گا۔

آج کے نوجوان خاص طور پر اس واقعہ کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی زندگیوں پر توجہ کریں۔ یہی عمر بدلنے کی ہے۔ جب یہ زندگی ڈھل جائے گی تو پھر وقت نہیں آئے گا۔ لہٰذا اپنے آپ کو بدلیں اور سنور جائیں۔ رب کے تعلق اور دنیا کی چاہت اور غلامی میں کتنا فرق ہے؟ اس کو پہچانیں۔ اعلیٰ سودا لیں اور ادنیٰ چھوڑ دیں۔

۳۔ حضرت ابوموسیٰ الدیبلیؒ جو حضرت بایزید بسطامیؒ کے

مرید تھے، روایت کرتے ہیں کہ ہم نے بسطام کے اولیاء میں سے ایک ولی اللہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

رأيت في منامي كأن الله تعالٰى يقول: كلكم تطلبون مني غير أبي يزيد. فإنه يطلبني و يريدني و أنا أريده.

’’میں نے خواب میں دیکھا گویا اللہ رب العزت فرما رہا ہے: تم سارے مجھ سے طلب کرتے ہو سوائے ابو یزید بسطامی کے۔ وہ مجھ سے فقط مجھے مانگتا اور مجھے چاہتا ہے، سو میں بھی اُسے چاہتا ہوں۔‘‘

یعنی تم میں اور ابو یزید میں فرق یہ ہے کہ تم سب کچھ مجھ سے مانگتے ہو جبکہ ابو یزید نے مجھ سے کچھ نہیں مانگا، اُس نے جب بھی مانگا ہے تو مجھے ہی مانگا ہے۔ وہ مجھے مانگتا ہے اور مجھے ہی چاہتا ہے اور چونکہ وہ مجھے مانگتا ہے، سو میں اُسے چاہتا ہوں۔

۴۔ حضرت بایزید بسطامیؒ سے اللہ رب العزت نے حالتِ کشف میں فرمایا:

يا أبا يزيد! ماذا تريد؟

اے بایزید! تو کیا چاہتا ہے؟

قال: يا رب! إني أريد أن لا أريد إلا ما تريد.

عرض کیا: مولا! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں سوائے اس کے جو تو چاہے۔

اِس حد تک اپنے آپ کو اس کی ذات میں فنا کرنے کے نتیجے میں وہ مقام ملتا ہے کہ جس کے بارے میں فرمایا:

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

’’اور جو شخص اللہ (کے دامن) کو مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی جاتی ہے۔‘‘

یاد رکھیں! محبت، معرفت اور وصل کا تعلق ہمیشہ خالص ہونا چاہیے، اس میں ملاوٹ نہ ہو۔ ہماری مشکل یہ ہے کہ اولاً تو ہم اسے چاہتے نہیں ہیں اور ثانیاً یہ کہ اگر اُسے چاہتے بھی ہیں تو بہت ساری چاہتوں کی ملاوٹ کے ساتھ چاہتے ہیں۔ ہماری چاہت خالص نہیں ہے۔ ’’یہ‘‘ بھی چاہتے ہیں اور ’’وہ‘‘ بھی چاہتے ہیں۔ ہم سو چیزیں چاہتے ہیں، اُن میں ایک اللہ بھی ہے، یعنی ہماری چاہت ملاوٹ والی ہے جبکہ رب چاہتا ہے کہ میری محبت خالص رکھو پھر دیکھو تمہارا حال کیا ہوتا ہے۔

۵۔ ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریؒ حج کے لیے جا رہی تھیں کہ راستے میں ایک شخص آپ کو ملا جو نیکی، تقویٰ اور پرہیزگاری کا دعویدار تھا۔ اُس نے کہا:

أنا مشغول في محبتك.

اے اللہ کی ولیہ! میں آپ کی محبت میں مشغول ہوں، میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ اُس کی بات سن کے رک گئیں اور فرمایا:

إن لي أختا أحسن مني وهي ورائك.

میری ایک بہن ہے، وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت ہے اور وہ تمہارے پیچھے کھڑی ہے۔

یہ سن کر اس شخص نے یک لخت مڑ کر پیچھے دیکھا۔ جب وہ پیچھے مڑا تو حضرت رابعہ بصریؒ نے اُس عاشق کو ایک طمانچہ مارا اور کہا: بدبخت! دعویٰ میری محبت کا کرتا ہے اور تکتا غیر کو ہے؟ تمہاری محبت کا امتحان ہوگیا کہ تم کتنے سچے ہو۔ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو کوئی اور مجھ سے بھلے لاکھ خوبصورت ہوتی، تم کبھی مجھ سے رخ موڑ کر پیچھے نہ دیکھتے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم دنیا کے چہروں کی خوبصورتیوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو، تمہیں رابعہ سے محبت نہیں ہے۔

یہ سن کر اس شخص نے اپنے سر کو پیٹا اور کہا: میں نے ایک مخلوق کی محبت کا دعویٰ کیا اور مڑ کر غیر کو دیکھا تو مجھے طمانچہ لگا، افسوس کہ میں کتنا بدبخت ہوں گا کہ رب کی محبت کا دعویٰ کروں اور کسی اور کو تکتا پھروں۔

ان واقعات سے سمجھانا یہ مقصود ہے کہ مولا کی طلب، یاد، معرفت اور محبت میں خالص بنیں اور پھر دیکھیں کہ زندگی کے لطف اور مزے ہی کچھ اور ہوں گے۔ افسوس کہ ہم نے اس کی محبت میں سے کچھ چکھا ہی نہیں ہے۔

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں:

سَقَانِي الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِيْ نَحْوِيْ تَعَالِيْ

’’میری محبت نے وصال کا جام پی لیا اور اُس نے کہا:

میری طرف اور بڑھتا آ۔‘‘

محبت کا جامِ وصال ایسا نوش کریں کہ غیر کی طلب اور چاہت نہ رہے۔ حتیٰ کہ غیر کی یاد اور نام و نشان نہ رہے۔ دل اگر اس طرح رب کی محبت اُس کی رضا، طلب اور اس کے ارادے سے معمور ہوجائے تو پھر بندہ بدل جاتا ہے۔

حضور قدوۃ الاولیاءؒ، حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ اجمیرؒ، بابا فرید الدین گنج شکرؒ، خواجہ غلام فریدؒ، شاہ نقشبندؒ، شاہ سہروردؒ اور جمیع صلحاء جو مزاروں میں سوئے ہیں، جن کے مزار جگمگ کر رہے ہیں، ان کی قبریں آباد ہیں، اس لیے کہ اُن کی محبتیں بھی خالص تھیں، اُن کی چاہتوں میں غیر کی چاہت نہ تھی، اس لیے یہ آج تک زندہ ہیں۔ اگر چاہت خالص کر لیں تو زندگی کا رنگ ہی کچھ اور ہو جاتا ہے۔

۶۔ حضرت عبدالباریؒ (حضرت ذوالنون مصریؒ کے بھائی) فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی (حضرت ذوالنون مصریؒ) کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ ایک جگہ ہم نے دیکھا کہ ایک خوبصورت جوان کو چھوٹے چھوٹے بچے پتھر مار رہے ہیں مگر وہ جوان خاموش ہے، انہیں کچھ نہیں کہتا۔ ہم نے بچوں سے پوچھا: اس جوان کو پتھر کیوں مارتے ہو؟ انہوں نے کہا:

هذا رجل مجنون وما ذالك يزعم أنه يرى الله تعالى.

’’یہ پاگل شخص ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کو دیکھتا ہے۔‘‘

حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ آؤ ذرا اس جوان کا حال دیکھیں تو سہی۔ ہم جب قریب پہنچے تو اُس کے چہرے پر معرفت کے نشان تھے۔ ہم نے پوچھا: اے جوان! یہ بچے کہتے ہیں کہ تم اللہ کو دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یہ تو الزام لگاتے ہیں کہ میں اللہ کو صرف دیکھنے کا دعویٰ کرتا ہوں جبکہ میرا حال تو یہ ہے کہ میں تو ہمہ وقت اسے دیکھتا رہتا ہوں، اگر ایک لمحہ کے لیے بھی وہ مجھ سے اوجھل ہو جائے تو اسی لمحے میری موت واقع ہوجائے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے کہا:

أمجنونٌ أنت؟ کیا تو پاگل ہے؟ اُس نے کہا:

أما عند أهل الأرض فنعم وعند أهل السماء فلا.

’’ہاں زمین والوں کے لیے پاگل ہوں مگر آسمان والوں کی نگاہ میں پاگل نہیں ہوں۔‘‘

حضرت ذوالنون مصریؒ نے پوچھا:

كيف حالك مع المولیٰ؟

’’بتاؤ! مولا کے ساتھ تیرا حال کیا ہے؟‘‘ اس نے کہا:

منذ عرفته ما جفوته.

’’خدا کی قسم! جس دن سے اسے پہچان لیا ہے، اُس دن سے اس سے جفا نہیں کی۔‘‘

حضرت ذوالنون مصریؒ نے پوچھا کہ کتنے عرصے سے اُس کی پہچان ہوئی ہے؟

اس نے کہا: **منذ جعل إسمي في المجانين.**

’’جس دن سے میرا نام اُس نے پاگلوں میں لکھوا دیا ہے۔‘‘

یعنی جس دن سے لوگ مجھے پاگل کہنے لگے ہیں، میں اُسے اُس دن سے پہچانتا ہوں اور جب سے پہچانا ہے جفا نہیں کی، اُس کے حکم کو ٹالا نہیں، اُس کی قربت کو چھوڑا نہیں، اُس کی وفا کو توڑا نہیں اور اُس کی چاہت سے منہ موڑا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رب نے لوگوں کی نگاہ میں میرا مقام اوجھل کر کے مجھے پاگل بنا دیا۔

اس حال کو پانے کی آرزو اور کوشش کریں جس قدر پا سکیں۔ ضروری نہیں کہ ہر ایک کو اس مقام میں کمال ملے۔ نہیں، جھلک ہی مل جائے تو وہ بھی کافی ہے۔ ضروری نہیں کہ پورا جام ہی مل جائے، نہیں، قطرہ ہی مل جائے تو وہ بھی کافی ہے اور اگر قطرہ بھی نہ ملے تو اُس کی بُو ہی مل جائے تو وہ بھی کافی ہے۔

گِرد مستاں گِرد، گر مے کم رسد بوئے رسد

’’مست لوگوں کے اردگرد رہا کرو، اگر شراب نہ بھی ملے، تو کچھ نہیں اُس کی بُو ہی مل جائے گی۔‘‘

اِس رخ اور راہ پر چل پڑیں تو دل کا قبلہ بدل جائے گا، حال سنور جائے گا اور دل بتوں سے خالی ہوجائے گا۔ اُس کا نور اور تجلی آجائے تو زندگی سنور جائے گی۔ پھر غم اور رنج بھری زندگی میں بھی دل غمگین و رنجیدہ نہیں ہوگا بلکہ خوش رہے گا اور زندگی خوشگوار گزرے گی۔

❁❁❁❁❁

سہ روزہ دورہ علوم الحدیث

فضائل ورقائق میں حدیث ضعیف کے جواز پر دلائل

حدیثِ ضعیف کے بارے میں مذاہب

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

نشست سوم
حصہ: 4

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین

وہ اعمال یا اشیاء جن کی حرمت کا ذکر قرآن وسنت میں صریحاً موجود نہیں تو وہ بذاتِ خود مباح ہیں اور ایسے امور کا بجا لانا حرام یا منع نہیں ہے۔ اس لیے کہ حرمت صرف قرآن مجید اور حدیث نبوی کے ذریعے ہی ثابت ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کو جرح و تعدیل کے قاعدہ کے حوالے سے بھی واضح کرسکتے ہیں:

جرح و تعدیل کی امثال سے وضاحت

محدثین نے جرح و تعدیل کے باب میں احتیاط اور تقویٰ کے پیشِ نظر یہ قاعدہ و اصول مقرر کر رکھا ہے کہ جرح مفسر ہونی چاہیے، اگر کسی راوی کے بارے میں یہ آئے کہ اس سے روایت نہیں لینی تو پوچھا جائے کہ اس سے روایت کیوں نہیں لینی تا کہ بات واضح ہو جائے۔ چند مثالوں سے اس کی وضاحت کرتا ہوں:

۱۔ امام شعبہ بن الحجاج (امیر المؤمنین فی الحدیث) نے کسی راوی سے حدیث لینا ترک کر دی۔ کسی شاگرد نے پوچھا کہ ان سے روایت کیوں نہیں لینی؟ اُنہوں نے فرمایا: میں نے اسے ایک دن ترکی گھوڑے پر سواری کرتے دیکھا تھا۔

ان کا یہ بیان جرح مبہم ہے۔اس زمانے میں ترکی گھوڑے پر سواری کرنا شاہانہ زندگی کی علامت تھی۔ یہ امام شعبہ بن الحجاج کے تقویٰ کا اظہار ہے کہ وہ اس طرح کی شاہانہ زندگی گزارنے والے سے حدیث روایت نہیں کرتے جبکہ دوسری طرف فن اور اصول کا تقاضا یہ ہے کہ اس جرح مبہم کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ امام شعبہ نے شاہانہ زندگی کو روایتِ حدیث کے باب میں خلافِ تقویٰ قرار دیا، ان کا تقویٰ اپنی جگہ بجا مگر فن اور اصول کے مطابق یہ جرح مبہم قبول نہیں کی جائے گی۔

۲۔ اسی طرح حضرت شعبہ نے ایک اور راوی سے روایت لینا چھوڑ دی۔ وجہ پوچھی گئی تو کہا: میں ایک دن اُن کے گھر حدیث لینے کے لیے گیا تو اُن کے گھر سے طنبور کی آواز آ رہی تھی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کو الحان سے پڑھ رہے تھے لیکن انہیں الحان اور طنبور کی آواز میں مغالطہ لگ گیا، لہذا ان سے روایت لینا احتیاطاً ترک کر دی۔ کسی دوسرے امام نے ان سے کہا: کیا آپ نے ان سے پوچھا کہ آپ کے گھر سے طنبور کی آواز آرہی ہے؟ کہا: نہیں پوچھا۔ فرمایا: ممکن ہے کہ اُن کو پتہ ہی نہ ہو، وہ کسی اور کمرے میں سوئے ہوئے ہوں۔

پس ائمہ نے کہا کہ یہ ایسی جرح نہیں ہے کہ جسے قبول کیا جائے۔

۳۔ ایک اور محدث نے کسی راوی سے روایت لینا ترک کر دی۔ حکم بن عتیبہ نے وجہ پوچھی تو کہا کہ وہ باتیں زیادہ کرتا ہے۔

اس طرح کی جرح؛ جرح مفسر نہیں۔ اس لیے کہ ایک طرف تقویٰ ہے اور دوسری طرف فن اور اُصول ہے۔ اُنہوں نے تقویٰ کی بناء پر یہ محسوس کیا کہ جو آدمی زیادہ باتیں کرتا ہے تو وہ باتوں میں محتاط نہیں ہوگا اور جو غیر محتاط ہے تو اُس سے غلط بات بھی منہ سے نکل جاتی ہوگی۔ لہذا اس امکان کے پیشِ نظر انہوں نے روایت لینا ترک کردی۔ یہ حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کی

☆ خطاب نمبر: Ba-127، مقام: جامع المنہاج، بغداد ٹاؤن، مورخہ: 09 اکتوبر 2017ء، ناقل: محمد خلیق عامر

حفاظت کا وہ اہتمام ہے کہ رَتی برابر بھی کسی کو کسی کے تقویٰ میں شک ہوتا تو اس سے بھی روایت لینا چھوڑ دیتا۔ یہ ایک رنگ ہے۔ دوسرا رنگ فن اور اُصول کا ہے کہ جرح مبہم کی بناء پر کسی راوی کو رد کرنا اصول اور قاعدے کے خلاف ہے۔ اُصول اجازت نہیں دیتا کہ اِس راوی کو رد کر دیا جائے۔

۴۔ امام ابن جریر نے سماک بن حرب سے روایت لینے سے منع کر دیا۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: میں نے ایک دفعہ انہیں دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر پیشاب کر رہے تھے، سو میں نے ان سے روایت لینا ترک کر دیا۔

اب جب تک جرح کرنے والے عالم، محدث اور امام سے یہ پوچھا نہیں جائے گا کہ آپ جو منع کر رہے ہیں، اِس کی وجہ کیا ہے؟ تو یہ جرح مجمل و مبہم ہی رہے گی، مفسر نہیں بنے گی اور منع کا راز نہیں کھلے گا۔ ائمہ نے امام ابن جریرؒ کی اس جرح مبہم کے حوالے سے فرمایا کہ ممکن ہے کہ وہ ایسی جگہ ہو جہاں بیٹھ کر پیشاب کرنے سے ستر ننگا ہوتا ہو، ستر ننگا ہونے سے بہتر ہے کہ کھڑے ہو کر اپنی پردہ داری کر لو۔۔۔ ممکن ہے کہ اُس کی ٹانگوں میں تکلیف ہو اور وہ بیٹھ نہ سکتا ہو۔۔۔ ممکن ہے کہ جگہ ایسی ہو، جہاں بیٹھنے سے کپڑے خراب ہوتے ہوں۔۔۔ الغرض کئی عذر بن سکتے ہیں مگر مبہم جرح کرنے والے نے عذر بیان نہیں کیا۔ ایک فعل دیکھا اور رائے قائم کر لی۔

لہٰذا جرح مفسر کا مطلب ہے کہ جرح کی تفصیل میں جایا جائے۔ جب انسان تفصیل میں جاتا ہے تو پھر فیصلہ کرتا ہے کہ جرح قبول ہے یا تعدیل؟ یہ چند ایک چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں مگر اپنے اثر کے اعتبار سے نہایت گہری ہیں۔ منع کا معاملہ ہو تو جرح مفسر کا اصول ہے، جبکہ اگر کسی راوی کے بارے میں جرح وارد نہ ہوئی ہو تو تعدیل کے لیے مفسر کا اصول نہیں ہے بلکہ تعدیل بغیر تفسیر کے قبول ہے۔ اِس لیے کہ تعدیل کس کس شے کی کی جائے۔ یعنی راوی کی کس کس خوبی کو بیان کیا جائے۔ مثلاً: پابند صوم و صلوۃ ہے، تہجد گزار ہے، رزق حلال کھاتا ہے، اچھا لباس پہنتا ہے، سچ بولتا ہے، صاحبِ علم ہے، اچھا حافظہ ہے، اچھا تقویٰ ہے، الغرض ہزار چیزیں ہیں، اچھائیوں کی تو کوئی حد ہی نہیں، کس کس کو بیان کیا جائے۔

جرح و تعدیل کے اسی اصول کا اطلاق ہمارے زیرِ بحث موضوع پر بھی ہوتا ہے کہ منع، حرمت اور کراہت کے لیے دلیل چاہیے اور جس میں حرمت اور کراہت کی دلیل نہیں آئی وہ چیز از خود حلال اور مباح ہو جائے گی۔

''الحلال بیّنٌ'' کا مفہوم

حدیث مبارک میں ہے **الحلال بیّنٌ والحرام بیّنٌ** (حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔) اگر حلال کی فہرست بیان نہیں کی گئی تو **الحلال بیّن** کا معنیٰ کیا ہے؟

ذہن نشین رہے کہ کسی امر کے حلال ہونے کے کئی درجات ہیں:

۱۔ وہ حلال جو قرآن کی آیت اور حدیث متواترہ سے واضح ہوگیا، یہ حلال فرض اور واجب کے درجے میں ہے۔ گویا قرآن و حدیث کی دلیل سے بیّن ہوگیا۔

۲۔ وہ حلال جو سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ سے واضح ہوگیا تو یہ حلال سنت کے درجے میں ہے اور سنت کی دلیل کی بناء پر یہ بھی بیّن ہوگیا۔

۳۔ سنت سے نچلے درجے کا حلال مستحب میں آئے گا۔ اس کے لیے بھی دلیل ہے، اگرچہ حدیث ضعیف ہی ہے۔

۴۔ حلال میں آخری درجہ یہ ہے کہ جس شے پر حرمت کی دلیل نہیں آئی، وہ بھی درجے میں حلال قرار پائے گی۔ پس اس طرح یہ بھی بیّن ہوگیا۔

گویا حلال کی دو بڑی اقسام ہیں:

۱۔ جس پر نص آ گئی وہ بھی بیّن ہوا۔

۲۔ جس کی حرمت منصوص نہیں ہے، وہ بھی اباحت کی دلیل کی بناء پر بیّن ہوگیا۔

لہٰذا کوئی چیز **نصاً تصریحاً** حلال ہوگئی یا وہ سکوتاً حلال ہوگئی جبکہ **والحرام بیّن**، کے لیے سکوت نہیں ہے بلکہ اُس کے لیے تصریح ہے۔

دلیل کی قوت جائز اور منع کے درجات کا تعین کرتی ہے

یاد رکھیں! دلیل کی قوت اور دلیل کی کمزوری حلال کے مرتبے اور رتبے کو اوپر اور نیچے کرتی چلی جاتی ہے۔ جس دلیل

سے ایک چیز مستحب ثابت ہوتی ہے، اُس کو سنت مؤکدہ نہیں کہہ سکتے۔۔۔ جس دلیل سے کوئی چیز مستحب اور سنت ثابت ہوتی ہے، اس دلیل سے وہ فرض اور واجب ثابت نہیں ہوسکتی۔

اسی طرح جس دلیل سے کوئی فعل حرام ثابت ہوتا ہے، وہ دلیل اُسی قوت کی ہے جس قوت کی دلیل سے دوسری طرف فرض اور واجب ثابت ہوتا ہے۔ مثبت دلیل نے جس کام کو فرض ثابت کیا، منفی طرف اُسی درجے کی قوت والی دلیل نے اس چیز کو حرام بنایا۔۔۔ اِس طرف جس قوت کی دلیل نے کسی امر کو واجب ثابت کیا تو منع کی طرف اُسی قوت کی دلیل نے اُس کو مکروہِ تحریمی ثابت کیا۔۔۔ ایک طرف اُس سے کم درجے کی دلیل نے کسی کام کو سنت مؤکدہ ثابت کیا تو دوسری طرف اسی درجے کی دلیل نے اُس کو اساءت بنایا۔۔۔ اُس سے کم درجے کی دلیل نے کسی امر کو سنت غیر مؤکدہ ثابت کیا تو دوسری طرف اسی درجہ کی دلیل سے مکروہ تنزیہی ثابت ہوا۔۔۔ اِس سے کم درجے کی دلیل نے کسی کام کو مستحب ثابت کیا تو دوسری طرف اسی درجے کی دلیل نے اُس کو خلافِ اولیٰ ثابت کیا۔

گویا اوامر و نواہی کے درج ذیل گیارہ درجات ہیں، ان میں سے پانچ درجات اوامر کی طرف جبکہ پانچ درجات نواہی کی طرف ہیں اور ایک درجہ دونوں اطراف میں مشترک ہے۔

اوامر کے درجات: ۱۔فرض ۲۔واجب ۳۔سنت مؤکدہ ۴۔سنت غیر مؤکدہ ۵۔مستحب

نواہی کے درجات: ۱۔حرام ۲۔مکروہِ تحریمی ۳۔اساءت ۴۔مکروہِ تنزیہی ۵۔خلافِ اولیٰ

مشترک درجہ: مباح

یہ درجات احناف متاخرین نے بنائے ہیں۔ اِس سے قبل چار درجات تھے، اُس سے قبل تین تھے اور اُس سے قبل دو درجات تھے۔ مباح کا درجہ دونوں طرف مشترک ہے۔ دلیل کی قوت امر کی طرف حکم کو ایک درجہ دیتی چلی جاتی ہے اور دلیل کی قوت منع کی طرف ایک درجہ مرتب کرتی ہے۔

اس تمام بحث کو بیان کرنے کا مقصد یہ سمجھانا ہے کہ حلال اپنے درجات کے اعتبار سے فرض، واجب، سنت یا مستحب ہوگا اور یہ کسی نہ کسی دلیل سے ثابت ہوگا۔ اسی طرح کوئی منع کی گئی چیز اپنے درجات کے اعتبار سے حرام، مکروہِ تحریمی، اساءت، مکروہِ تنزیہی یا خلافِ اولیٰ ہوگی۔ جبکہ مباح آخری درجہ ہے جو امر و نہی میں مشترک ہے، یعنی کسی کام کے منع کی بھی دلیل میسر نہ ہو تو وہ کام بھی حلال ہوتا ہے۔ اِسی وجہ سے اصول فقہ کا قاعدہ ہے: **الأصل فی الأشیاء الاباحة.**

’’تمام چیزوں کی اصل اباحت یعنی مباح ہونا ہے۔‘‘

(اس تمام کے تفصیلی مطالعہ کے لیے میری کتاب ’’الحکم الشرعی‘‘ کا مطالعہ کریں جس میں تفصیل کے ساتھ دلائل دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں اس موضوع پر میرے خطابات بھی سماعت کریں۔)

حدیثِ ضعیف کے بارے میں مذاہب

حدیث ضعیف پر چاروں ائمہ کا عمل ہے اور اس سے استدلال اور احتجاج کرنے پر ان کا اجماع ہے۔ حدیث ضعیف پر عمل کرنے کے حوالے سے درج ذیل تین مذاہب ہیں۔ جنہیں علامہ ابن القیم نے الاعلام میں بیان کیا ہے:

۱. المذهب الأول:

حدیث ضعیف پر عمل کے حوالے سے پہلا مذہب یہ ہے کہ:

أنه يعمل بالحديث الضعيف مُطلقاً. أى فى الحلال والحرام والفرض والواجب بشرط ألّا يُوجدَ غيره.

’’حدیث ضعیف پر مطلقاً عمل کیا جائے گا۔ یعنی حلال، حرام، فرض، واجب میں عمل کیا جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس حوالے سے کوئی حدیث صحیح یا حدیث حسن موجود نہ ہو۔‘‘

اس مذہب میں بڑی وسعت ہے۔ اس مذہب کے مطابق حدیث ضعیف پر عمل صرف فضائلِ اعمال، زہد و رقائق اور ترغیب و ترہیب میں ہی نہیں بلکہ احکام کے باب میں بھی اگر کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہ ہو تو حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا۔ امام ابو داؤدؒ، امام نسائی، امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ سمیت بڑے بڑے جلیل القدر امام اِس مذہب پر عمل پیرا دکھائی دیتے ہیں کہ اگر کوئی حدیث صحیح یا حدیث حسن موجود نہیں تو پھر حکمِ شرعی بھی حدیث ضعیف سے ثابت ہو گا۔

۲. المذهب الثاني:

حدیث ضعیف پر عمل کے حوالے سے دوسرا مذہب یہ ہے کہ:

لا یجوز العمل بالحدیث الضعیف مطلقاً، لا فی فضائل الأعمال ولا فی الحلال والحرام.

’’حدیث ضعیف پر مطلقاً عمل ہی نہیں کیا جائے گا۔ نہ فضائل اعمال میں اور نہ ہی حلال وحرام میں۔

دوسرا مذہب پہلے مذہب کے بالکل برعکس ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ مذہب صرف کہنے کی حد تک ہے، اِس مذہب پر کوئی امام عمل پیرا نہیں ہے۔ بس کتابوں میں بعض نے ذکر کر دیا۔ اس مذہب کو درج ذیل ائمہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے:

۱۔ بعض نے کہا کہ یہ قاضی ابوبکر بن العربی کا قول ہے۔

۲۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ابن حزم الظاہری کا مذہب ہے۔

۳۔ ابن سید الناس نے **عیون الأثر** میں بیان کیا کہ یحییٰ بن معین بھی حدیث ضعیف کے حوالے سے یہ کہتے تھے۔

☆ اس حوالے سے جواب یہ ہے کہ یہ قاضی ابوبکر بن العربی کا قول نہیں ہے، اس لیے کہ اُن کا عمل اِس کے خلاف ہے۔ انہوں نے تو حدیث ضعیف سے استنباط و استدلال کیا ہے اور اپنی کتاب **عارضۃ الأحوذی بشرح صحیح ترمذی** میں کئی مقامات پر حدیث ضعیف سے احتجاج کیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ قاضی ابو بکر بن العربی کا مذہب نہیں ہے۔ اسی طرح یہ امام ابن حزم الظاہری کا بھی قول نہیں ہے۔ یحییٰ بن معین کی طرف بھی اس قول کی نسبت صحیح نہیں، اس لیے کہ وہ بھی احادیث احکام کے علاوہ مغازی اور رقائق میں حدیث ضعیف سے استدلال کرتے تھے۔

گویا اس قول کے قائلین کے حوالے سے تینوں نسبتیں غلط ہیں۔ ثابت ہوا کہ ’’حدیث ضعیف پر مطلقاً عمل نہ کرنا‘‘، اہلِ علم کے ہاں سرے سے کوئی مذہب ہی نہیں ہے۔ بعض لوگ بغیر دلیل اور حجت کے اِسے امام بخاری کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ میں اس حوالے سے بھی وضاحت کر چکا کہ امام بخاری کی طرف اسے منسوب کرنا غلط ہے۔ امام بخاریؒ **الجامع الصحیح** کے علاوہ اپنی جمیع کتب میں حدیث ضعیف سے استدلال کرتے رہے ہیں اور میں اس پر ’’الادب المفرد‘‘ سمیت بہت ساری دیگر کتابوں سے متعدد حوالہ جات بیان کر چکا ہوں۔

۳. المذهب الثالث:

حدیث ضعیف پر عمل کے حوالے سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ:

یجوز ویستحب العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الأعمال من المستحبات والمکروهات، والترغیب والترهیب.

’’مستحب و مکروہ اعمال کے فضائل اور ترغیب وترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل جائز اور پسندیدہ ہے۔‘‘

یعنی اس تیسرے مذہب کے مطابق احکام کے سواء فضائلِ اعمال، ترغیب وترہیب، آداب، رقائق، قصص اور زہد میں حدیث ضعیف پر عمل ہوگا اور اس پر تمام ائمہ، محدثین اور فقہاء کا اتفاق اوراجماع ہے۔

☆ تینوں مذاہب کا جائزہ لینے سے یہ امر سامنے آیا ہے کہ اس حوالے سے دوسرے مذہب کو تسلیم نہیں کیا جاتا کیونکہ حدیث ضعیف کے حوالے سے منع علی الاطلاق نہیں ہے، لہٰذا حدیث ضعیف کے حوالے سے دوسرا مذہب غلط ہے اور بلا دلیل و بلا حجت ہے۔ اب مذکورہ تینوں مذاہب کا نتیجہ اخذ کرنے کے لیے پہلے مذہب اور تیسرے مذہب کو جمع کیا جائے تو اصلاً ایک ہی مذہب بنتا ہے، جس کی دو فروعات ہیں:

۱۔ پہلی فرع یہ ہے کہ حدیث ضعیف پر فضائلِ اعمال، رقائق، آداب، تفسیر، ترغیب و ترہیب، زہد اور ثواب وعقاب کے لیے عمل کیا جائے گا۔

۲۔ دوسری فرع یہ ہے کہ حدیث ضعیف پر احکام میں عمل نہیں کیا جائے گا لیکن احکام کے باب میں اگر کسی موضوع پر کوئی حدیث صحیح اور حدیث حسن دستیاب ہی نہ ہو تو ہر امام نے حدیث ضعیف کو قبول کیا ہے۔ یعنی احکام میں بھی حدیث ضعیف کو قبول کیا جائے گا۔

گویا حدیث ضعیف کے حوالے سے **خلاصۃ المذاهب** یہ ہے کہ حدیث ضعیف فضائل میں حجت ہے لیکن احکام میں اگر حدیثِ صحیح اور حدیثِ حسن دستیاب نہ ہو تو تب حدیثِ ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے۔(جاری ہے) ❁❁❁❁❁

الفقہ: آپ کے فقہی مسائل

رمضان المبارک اہمیت و فضیلت

تقویٰ انسان کو حرام چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے

رمضان المبارک تقویٰ، تربیتِ صبر و شکر، جذبۂ ایثار اور رضائے خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

قرآنِ حکیم میں روزہ کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

’’اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤo‘‘ (البقرۃ، ۲:۱۸۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَه مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه. (بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، ۱:۲۲، رقم: ۳۸)

’’جس نے بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔‘‘

روزے میں کارفرما حکمتیں

روزہ نہ صرف روح کی غذا ہے بلکہ اس کے پس پردہ بے شمار دینی و دنیاوی حکمتیں اور ایسے رموز کارفرما ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ روزہ دار کو عطا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے روزہ کی درج ذیل حکمتیں ہیں:

۱۔ تقویٰ

روزے کا مقصد انسانی سیرت کے اندر تقویٰ کا جوہر پیدا کر کے اس کے قلب و باطن کو روحانیت و نورانیت سے جلاء دینا ہے۔ روزے سے حاصل کردہ تقویٰ کو اگر بطریق احسن بروئے کار لایا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے جس سے اس کی زندگی کے شب و روز یکسر بدل کر رہ جائیں۔

تقویٰ بادی النظر میں انسان کو حرام چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اگر بنظرِ غائر قرآن و سنت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ روزے کی بدولت حاصل شدہ تقویٰ حرام چیزوں سے تو درکنار ان حلال و طیب چیزوں کے قریب بھی بحالتِ روزہ پھٹکنے نہیں دیتا' جن سے مستفید ہونا عام زندگی میں بالکل جائز ہے۔ ہر سال ایک ماہ کے اس ضبطِ نفس کی لازمی تربیتی مشق (Refresher Course) کا اہتمام، اس مقصد کے حصول کے لئے ہے کہ انسان کے قلب و باطن میں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں حرام و حلال کا فرق و امتیاز روا رکھنے کا جذبہ اس درجہ فروغ پا جائے کہ اس کی باقی زندگی ان ہی خطوط پر استوار ہو جائے۔ وہ ہر معاملے میں حکمِ خداوندی کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے حرام چیزوں کے شائبہ سے بھی بچ جائے۔

۲۔ تربیتِ صبر و شکر

صبر کا تقاضا ہے کہ انسان کسی نعمت سے محرومی پر اپنی

زبان کو شکوہ اور آہ و بکا سے آلودہ کئے بغیر خاموشی سے برداشت کرے۔ روزہ انسان کو تقویٰ کے اس مقامِ صبر سے بھی بلند تر مقامِ شکر پر فائز دیکھنے کا متمنی ہے۔ وہ اس کے اندر یہ جوہر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نعمت کے چھن جانے پر اور ہر قسم کی مصیبت، ابتلا اور آزمائش کا سامنا کرتے وقت اس کی طبیعت میں ملال اور پیشانی پر شکن کے آثار پیدا نہ ہونے پائیں‘ بلکہ وہ ہر تنگی و ترشی کا بہرحال خندہ پیشانی سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتا رہے۔

۳۔ جذبہ ایثار

بحالتِ روزہ انسان بھوک اور پیاس کے کرب سے گزرتا ہے تو لامحالہ اس کے دل میں ایثارؔ اور قربانی کا جذبہ تقویت پکڑتا ہے اور وہ عملاً اس کیفیت سے گزر کر جس کا سامنا انسانی معاشرہ کے مفلوک الحال اور نانِ شبینہ سے محروم لوگ کرتے ہیں، کرب و تکلیف کے احساس سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ فی الحقیقت روزے کے ذریعے اللہ رب العزت اپنے آسودہ حال بندوں کو ان شکستہ اور بے سر و سامان لوگوں کی زبوں حالی سے کماحقہ آگاہ کرنا چاہتے ہیں، جو اپنے تن و جان کا رشتہ بمشکل برقرار رکھے ہوئے ہیں، تاکہ ان کے دل میں دکھی اور مضطرب انسانیت کی خدمت کا جذبہ فروغ پائے اور ایک ایسا اسلامی معاشرہ وجود میں آ سکے، جس کی اساس باہمی محبت و مروت‘ انسان دوستی اور دردمندی و غمخواری کی لافانی قدروں پر ہو۔ اس احساس کا بیدار ہو جانا روزے کی روح کا لازمی تقاضا ہے اور اس کا فقدان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ روزے میں روح نام کی کوئی چیز باقی نہیں بقول علامہ اقبال:

روح چوں رفت از صلوٰۃ و از صیام
فرد ناہموار، ملت بے امام

’’جب نماز و روزہ سے روح نکل جاتی ہے تو فرد نالائق و ناشائستہ اور قوم بے امام ہو جاتی ہے۔‘‘

۴۔ تزکیہ نفس

روزہ انسان کے نفس اور قلب و باطن کو ہر قسم کی آلودگی اور کثافت سے پاک و صاف کر دیتا ہے۔ انسانی جسم مادے سے مرکب ہے، جسے اپنی بقا کے لئے غذا اور دیگر مادی لوازمات فراہم کرنا پڑتے ہیں، جبکہ روح ایک لطیف چیز ہے، جس کی بالیدگی اور نشوونما مادی ضروریات اور دنیاوی لذات ترک کر دینے میں مضمر ہے۔ جسم اور روح کے تقاضے ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ روزہ جسم کو کھانے پینے اور بعض دیگر اُمور سے دور رکھ کر مادی قوتوں کو لگام دیتا ہے‘ جس سے روح لطیف تر اور قوی تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ جوں جوں روزے کی بدولت بندہ خواہشاتِ نفسانی کے چنگل سے رستگاری حاصل کرتا ہے، اس کی روح غالب و توانا اور جسم مغلوب و نحیف ہو جاتا ہے۔ روح اور جسم کا تعلق پرندے اور قفس کا سا ہے، جیسے ہی قفسِ جسم کا کوئی گوشہ وا ہوتا ہے، روح کا پرندہ مائل بہ پرواز ہو کر، موقع پاتے ہی جسم کی بندشوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

مسلسل روزے کے عمل اور مجاہدے سے تزکیہ نفس کا عمل تیز تر ہونے لگتا ہے، جس کی وجہ سے روح کثافتوں سے پاک ہو کر پہلے سے کہیں لطیف تر اور قوی تر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض کاملین و عرفاء کی روحانی طاقت کائنات کی بے کرانیوں اور پہنائیوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔

۵۔ رضائے خداوندی کا حصول

روزے کا منتہائے مقصود یہی ہے کہ وہ بندے کو تمام روحانی مدارج طے کرانے کے بعد مقام رضا پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ مقام رضا کیا ہے جو روزے کے توسط سے انسان کو نصیب ہو جاتا ہے؟ اس پر غور کریں تو اس کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوتا ہے۔ رب کا اپنے بندے سے راضی ہو جانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے مقابلے میں باقی سب نعمتیں ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔ روزہ وہ منفرد عمل ہے جس کے اجر و جزا کا معاملہ رب اور بندے کے درمیان چھوڑ دیا گیا کہ اس کی رضا حد و حساب کے تعین سے ماوراء ہے۔

رمضان میں شیاطین کے جکڑے جانے سے مراد؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ.

(بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس و جنودہ، ۳: ۱۱۹۴، رقم: ۳۱۰۳)

''جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔''

رمضان المبارک میں شیطان کے جکڑے جانے سے کیا مراد ہے؟ اس کے لیے یہ امر ذہن میں رہے کہ عام طور پر دو چیزیں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بنتی ہیں:

۱۔ نفس کی بڑھتی ہوئی خواہشات اور اس کی سرکشی

۲۔ شیطان کا مکر وفریب

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، وہ نہ صرف خود بلکہ اپنے لاؤ لشکر اور چیلوں کی مدد سے دنیا میں ہر انسان کو دینِ حق سے غافل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے مگر رمضان المبارک کی اتنی برکت و فضیلت ہے کہ شیطان کو اس ماہ مبارک میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان المبارک کی پہلی رات ایک منادی پکارتا ہے: اے طالب خیر! آگے آ، اے شر کے متلاشی! رک جا۔ اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور ماہ رمضان کی ہر رات یونہی ہوتا رہتا ہے۔''

(ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان، ۲: ۶۱، رقم: ۶۸۲)

رمضان المبارک میں شیطانوں کے جکڑ دیئے جانے سے یہ مراد ہے کہ شیطان لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور اہلِ ایمان ان کے وسوسے قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے کے باعث حیوانی قوت جو غضب اور شہوت کی جڑ ہے، مغلوب ہو جاتی ہے اور اس کے برعکس قوتِ عقلیہ جو طاقت اور نیکیوں کا باعث ہے، روزے کی وجہ سے قوی ہوتی ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ رمضان میں عام دنوں کی نسبت گناہ کم ہوتے ہیں اور عبادت زیادہ ہوتی ہے۔

شیطانوں کے جکڑے جانے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ گناہوں میں منہمک ہونے والے اکثر لوگ رمضان میں باز آجاتے ہیں اور توبہ کرکے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلے وہ نماز قائم نہیں کرتے تھے، اب پڑھنے لگتے ہیں، اسی طرح وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کی محافل میں بھی شریک ہونے لگتے ہیں، حالانکہ وہ پہلے ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔ پہلے جن گناہوں میں علی الاعلان مشغول رہتے تھے اب ان سے باز آجاتے ہیں۔ بعض لوگ جن کا عمل اس کے خلاف نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطانی وساوس ان کے شریر نفوس کی جڑوں میں سرایت کر چکے ہوتے ہیں کیونکہ آدمی کا نفس اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ زمانے میں شر تو موجود ہے اور گناہ بھی مسلسل ہو رہے ہیں تو پھر شیطان کے جکڑنے کا کیا فائدہ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رمضان المبارک سے شیطان کی سرکشی اور طغیانی کی شدت ٹوٹتی ہے اور اس کے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں اور اس کی بھڑکائی ہوئی آگ کچھ مدت کے لئے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔

رمضان المبارک میں عطا ہونے والے تحائف

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ تحفے ملے ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے:

۱. اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَظَرَ اللّٰهُ تعالی عزوجل اِلَيْهِمْ وَمَنْ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ اَبَدًا.

''جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر التفات فرماتا ہے اور جس پر اللہ کی نظر پڑ جائے اسے کبھی عذاب نہیں دے گا۔''

۲. فَاِنَّ خُلُوْفَ اَفْوَاهِهِمْ حِيْنَ يُمْسُوْنَ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.

''شام کے وقت ان کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری کی

خوشبو سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے۔''

۳. فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ.

''فرشتے ہر دن اور رات ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔''

٤. فَاِنَّ اللّٰهَ عزوجل يَأْمُرُ جَنَّةً فَيَقُوْلُ لَهَا: اسْتَعِدِّي وَتَزَيَّنِي لِعِبَادِي اَوْشَكُوْا اَنْ يَسْتَرِيْحُوْا مِنْ تَعَبِ الدُّنْيَا اِلَى دَارِي وَكَرَامَتِي.

''اللہ عزوجل اپنی جنت کو حکم دیتے ہوئے کہتا ہے: میرے بندوں کے لئے تیاری کر لے اور مزین ہو جا، قریب ہے کہ وہ دنیا کی تھکاوٹ سے میرے گھر اور میرے دارِ رحمت میں پہنچ کر آرام حاصل کریں۔''

٥. اِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ غُفِرَ لَهُمْ جَمِيْعًا.

''جب (رمضان کی) آخری رات ہوتی ہے ان سب کو بخش دیا جاتا ہے۔''

ایک صحابی نے عرض کیا:

اَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ فَقَالَ: لَا، اَلَمْ تَرَ اِلَى الْعُمَّالِ يَعْمَلُوْنَ فَاِذَا فَرَغُوْا مِنْ اَعْمَالِهِمْ وُفُّوْا اُجُوْرَهُمْ.

''کیا یہ شبِ قدر کو ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جب مزدور کام سے فارغ ہو جاتے ہیں تب انہیں مزدوری دی جاتی ہے''۔

(بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۳۰۳، رقم: ۳۶۰۳)

(منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۵۶، رقم: ۱۴۷۷)

روزہ کی حفاظت کیسے ممکن ہے؟

اگر روزہ کو احکام و آداب کی مکمل رعایت کے ساتھ پورا کیا جائے تو بلاشبہ گناہوں سے محفوظ رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر کسی نے روزہ کے لوازم کا خیال نہ کیا اور گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے روزہ کی نیت کی، کھانے پینے، خواہش نفسانی سے باز رہا لیکن حرام کمانے اور غیبت کرنے سے باز نہ آیا تو اس سے فرض تو ادا ہوجائیگا، مگر روزہ کے برکات وثمرات سے محرومی رہے گی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهُ.

(نسائی، السنن، ۱: ۱۶۷، رقم: ۲۲۳۳)

''روزہ ڈھال ہے جب تک کوئی اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔''

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ.

(بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور و العمل بہ فی الصوم، ۲: ۶۷۳، الرقم: ۱۸۰۴)

''جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے تو اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے۔''

کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا بلکہ روزہ کی حالت میں فواحش، منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے لہٰذا مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا:

۱۔ روزہ دار روزہ رکھ کر جھوٹ، غیبت، چغلی اور بدکلامی سے پرہیز کرے۔

۲۔ آنکھ کو مذموم و مکروہ اور ہر اس چیز سے بچائے جو یادِ الٰہی سے غافل کرتی ہو۔

۳۔ کان کو ہر ناجائز آواز سننے سے بچائے۔ اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہو تو انہیں منع کرے ورنہ وہاں سے اُٹھ جائے۔ حدیث میں ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

۴۔ بوقت افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔

۵۔ افطار کے بعد دل خوف اور امید کے درمیان رہے۔ کیا معلوم کہ اس کا روزہ قبول ہوا یا نہیں لیکن اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ پس اعضاء کو گناہوں سے بچانا ہی درحقیقت روزہ کی حفاظت ہے۔

❁❁❁❁❁

رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں

سحر و افطار کے وقت نیت کرنی چاہیے جسم میں جو طاقت آئے گی اللہ کی اطاعت میں صرف کی جائے گی

رمضان المبارک میں کثرت سے تلاوتِ قرآنِ مجید کرنی چاہیے

ڈاکٹر علی اکبر الازہری

رمضان المبارک کا رحمتوں بھرا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور نوازشات انہی لوگوں کا مقدر بنتی ہیں جو اس ماہ کی مناسبت سے اپنے اوپر عائد فرائض و ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی سرانجام دیں۔ روزہ چونکہ پرمشقت عبادت ہے اس لئے اس میں احتیاط بھی ضروری ہے۔ اسی سلسلے میں ہم ذیل میں چند اہم نکات پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ خصوصاً یہ کہ روزوں کے حوالے سے ہم پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں، جن کی ادائیگی سے صحیح معنوں میں روزوں سے حاصل ہونے والی برکات وثمرات سے مستفیض ہوا جاسکتا ہے:

۱۔ نیت عمل میں برکت کا باعث ہے

نبئ رحمت تاجدار کائنات ﷺ نے اعمال کی درستگی اور صحت کا دارومدار نیت پر رکھا ہے۔ الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ باطنی ارادے اور عزم کی پختگی بھی نیت ہے۔ یوں تو ہر عبادت کی قبولیت نیت سے مشروط ہے مگر روزے کا تعلق نیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم مسنون الفاظ کے ساتھ روزے کی نیت کے علاوہ دل سے بھی پختہ عہد کریں۔ بعض لوگ نماز یا روزے جیسی عبادات کو اپنے آباؤ اجداد کی عادت کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ وہ روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ لوگ روزے رکھتے ہیں، وہ حج اس لئے کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی حج کرتے ہیں، وہ تزکیہ نفس کے لئے مجاہدہ اس لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو ایسا کرتے دیکھتے ہیں۔ اللہ کی بندگی میں یہ تقلید کافی نہیں۔ ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم اللہ کی رضا کے لئے بندگی کا شعور رکھتے ہوئے روزے رکھیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھنے کی حقیقی نیت کریں۔

جب ہم غروب آفتاب کے وقت روزہ افطار کرنے لگیں تو یہ قلبی اقرار کریں کہ ہم نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم دن کی قدر کی اور اسے اس کی منشاء کے مطابق گزارا۔ ان شاء اللہ آنے والے دن کو بھی اسی جذبے، اخلاص اور محبت کے ساتھ روزے کی حالت میں گزاریں گے۔ سحری کرتے وقت یہ نیت کرنی چاہئے کہ اس کھانے سے جسم میں جو طاقت آئے گی اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کیا جائے گا اور اس سے دن بھر روزہ برقرار رکھنے میں مدد ملے گی۔ یوں روزے دار کا ہر ہر لمحہ رضائے الٰہی کا مظہر بن جائے گا اور اس کے تمام اعمال و افعال قربِ الٰہی کا ذریعہ بنتے چلے جائیں گے۔

۲۔ تلاوتِ قرآن کی کثرت

ماہ رمضان میں ہم پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ ہم کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کریں کیونکہ قرآن مجید اسی مہینے میں نازل کیا گیا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. (البقرہ،۲:۱۸۵)

”رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے

جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں‘‘۔

یہ اللہ کا کلام ہے جب ہم اس کی تلاوت کررہے ہوں تو ہمارے جسم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے جاہ و جلال اور عظمت کا اثر مرتب ہورہا ہو۔ خاص طور پر جب ہم مساجد میں قرآن سنتے ہیں تو اللہ کا کلام سنتے ہوئے اس میں ڈوب کر کیف حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن حکیم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کرنا بھی ناگزیر ہے۔ یہ قرآن کا فرمان ہے اور یہی قرآن حکیم کا اصل مقصد ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کرنے والا یا فائدہ حاصل کرنے والا ہے یا نقصان۔ یا تو قرآن حکیم کی تلاوت سے اس کے ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا ہے یا پھر قرآنی احکام پر عمل نہ کرکے خسارے میں رہتا ہے۔ ہمیں بدعملی کا خسارہ اٹھانے سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

اس بات کو اس مثال سے سمجھیں کہ قرآن مجید والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، حسنِ خلق اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے لیکن اگر ان احکامات پر مبنی آیات وہ اشخاص تلاوت کریں جو عملاً والدین سے بدسلوکی، بداخلاقی اور قطع رحمی میں ملوث ہوں تو ایسے اشخاص کل بروز قیامت قرآن کی شفاعت سے محروم ہوں گے۔

۳۔ توبہ کی تجدید

ماہ رمضان میں ہمارا یہ فرض بھی بنتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی توبہ کی تجدید کریں۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

رمضان الی رمضان والجمعة الی الجمعة والصلاة الی الصلاة مکفرات لما بینهن وذالك الدهر كله مالم یوت كبیر. (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة۔۔ الخ، ۱۴/۱۶-۲۳۳)

’’رمضان سے لے کر اگلے رمضان تک، جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک، نماز سے لے کر اگلی نماز تک درمیانی وقفے میں کئے گئے گناہوں کو مٹادیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ زمانہ بھر کے لئے ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ ہو‘‘۔

گویا اگلے اور پچھلے رمضان کے درمیان جو ہم صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں وہ رمضان کی برکت سے مٹادیئے جاتے ہیں بشرطیکہ ان کے ارتکاب میں مداومت نہ ہو۔ البتہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے صدقِ دل سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے، یہ روزوں سے معاف نہیں ہوگا، اس کے لئے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح شراب نوشی، چوری چکاری بھی کبیرہ گناہ ہیں یہ صرف روزے رکھنے اور نماز پڑھنے سے معاف نہیں ہوتے، ان کی معافی کے لئے توبہ ضروری ہے۔ البتہ رمضان کے روزے ان سب صغیرہ گناہوں کو مٹادیتے ہیں جن سے ہمارا نامہ اعمال سیاہ ہوچکا ہوتا ہے۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ صغیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ کرے اور اس مبارک مہینے میں رکھے گئے روزوں کی وجہ سے ہمارے سب گناہوں کو معاف کردے۔

مسلمانوں کی نئی نسل کو گناہوں نے ہی تباہ و برباد کیا۔ ان گناہوں اور نافرمانیوں نے ہی ان کی ذہانت اور بصیرت کو مٹا کر رکھ دیا اور ان کی زندگی کی قوت کے سرچشمے ان گناہوں ہی کی وجہ سے تعطل کا شکار ہوئے۔ اسی لئے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

المعصية ظلمة فی القلب وسواد فی الوجه وبغض فی قلوب الخلق وضیق فی الرزق.

’’گناہ دل میں ایک تاریکی، چہرے پر سیاہی، مخلوق کے دلوں میں بغض اور رزق میں تنگی کا باعث ہوتا ہے‘‘۔

اسی طرح وہ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

الطاعة نور فی الوجه وبیاض فی القلب ومحبة فی قلوب الخلق وسعة فی الرزق.

’’اطاعت چہرے پہ نور، دل میں روشنی، مخلوق کے دلوں میں محبت اور رزق میں فراوانی کا باعث ہوتی ہے‘‘۔

جو یہ چاہتا ہے کہ اسے قوت، دلی راحت، دنیا و آخرت میں سعادت، ذہانت، فہم و فراست اور نور میسر آئے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت اختیار کرے اور گناہ چھوڑ دے۔

رمضان المبارک کے یہ رحمتوں بھرے شب و روز ہمیں گناہوں سے اجتناب کی نہ صرف دعوت دیتے ہیں بلکہ اس کے لئے ایک نورانی ماحول بھی فراہم کرتے ہیں۔ لہذا ہمیں ان لمحات میں اس قدر محنت مجاہدہ اور ریاضت کرنی چاہئے کہ ایک ماہ کی مشق ہمیں پوری زندگی اطاعت وفرمانبرداری کے قالب میں ڈھال دے۔

ہم پر واجب ہے کہ ہم اس مبارک مہینے میں اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ اگر برے اعمال کے مرتکب ہیں تو ہم ان کی بجائے نیک اعمال سرانجام دینے کو اپنا معمول بنالیں۔

۴۔ وقت کی اہمیت کا احساس

رمضان المبارک کے سعادت بھرے لمحات ہمیں وقت کی قدرو اہمیت کی جانب بھی متوجہ کرتے ہیں۔ ہم میں سے جو کوتاہی کرتا ہے یا خود ہی اپنا وقت ضائع کرتا ہے اسے ابھی سے اپنے اوقات کو منظّم کرنا چاہئے اور اپنی زندگی کے چلن کو درست کرنا چاہئے۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ. (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصحۃ والفراغ ولا عیش الاعیش الآخرۃ، ۶۴۱۲)

''دونعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سے لوگ کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ ہیں صحت اور فراغت''۔

اس حدیث مبارک میں جسمانی صحت اور وقت کی فراغت کونعمت قرار دیا گیا ہے۔ **مغبون فيهما** کا مطلب یہ ہے کہ وقت ضائع کرنے والے کوکوتاہی کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ معاشرے میں یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ جن نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ نے صحت اور فراغت سے نواز رکھا ہے وہ اکثر و بیشتر کوتاہی کے مرتکب پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنا وقت کھیل کود اور سیر سپاٹے میں ضائع کردیتے ہیں اور اپنی صحت کو برے اعمال کے ارتکاب سے برباد کربیٹھتے ہیں، اس حوالے سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہمیں عافیت اور سلامتی کی التجا کرنی چاہئے۔

سب سے پہلے نماز کے اوقات کی حفاظت کرنی چاہئے یعنی بروقت نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا ہمارے لئے از حد ضروری ہے، کوئی دور کرنے والا ہمیں نماز سے دور نہ کرسکے اور نہ ہی امتحان، مذاکرہ، مہمان کا استقبال، کسی کا کوئی بات سننا، کوئی کتاب کا پڑھنا یا کہیں آنا جانا نماز سے ہمیں غافل نہ کرسکے۔ جس نے نماز کو ان وجوہات میں سے کسی بھی وجہ کے پیش نظر ترک کیا تو سب سے پہلے اس نے اپنی ذات سے خیانت کی۔ پھر اپنے پیغمبر ﷺ سے خیانت کی اور پھر اپنے دین سے خیانت کی۔

رمضان المبارک کے یہ ایام ہمیں اپنے نظام الاوقات کو ترتیب دینے، حقوق اللہ اورحقوق العباد کا باقاعدگی سے اہتمام کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ نیز ہمیں اس امر کی جانب متوجہ کرتے ہیں کہ ہم محض لہو ولعب میں ہی زندگی کے ان قیمتی ایام کو ضائع نہ کریں بلکہ ان اوقات کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

رمضان میں مخالفِ شریعت اعمال

آج کل ماہ رمضان میں بہت سے لوگ بعض ایسے اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں جس میں شریعت کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ نیکی سمجھ کر ان خطاؤں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ہمیں حتی المقدور ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ رمضان میں ان اعمال کی تین صورتیں سامنے آتی ہیں:

ا۔ بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کوصرف ماہ رمضان میں پہچانتے ہیں اور باقی گیارہ مہینے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اللہ کی نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ گیارہ مہینوں میں وہ قرآن حکیم کی تلاوت سے دور بھاگتے اورشرعی احکام کی مخالفت اور نافرمانیوں کے مرتکب ہوتے ہیں مگر جب وہ سنتے ہیں کہ ماہ رمضان آگیا تو مساجد کا رخ کرتے ہیں اور اپنے اوپر مسکینی،

عاجزی اور انکساری طاری کر لیتے ہیں۔ گویا کہ وہ اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ کیا رمضان کا رب بقیہ مہینوں کا رب نہیں اور وہ جو رمضان میں پوشیدہ ومخفی باتوں کو جانتا ہے بھلا وہ غیر رمضان میں پوشیدہ ومخفی کو نہیں جانتا؟ پھر جب رمضان رخصت ہوجاتا ہے تو لوگ اپنی پرانی روش یعنی نافرمانی وعصیاں اور عدم اطاعتِ الٰہی کی طرف واپس لوٹ جاتے ہیں اور رب کائنات سے اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں۔

ہمارا اللہ کو پہچاننا یا اس سے لگاؤ رکھنا صرف رمضان تک ہی محدود نہیں ہونا چاہئے۔ ہلاکت و بربادی ہے اس کے لئے جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کی پہچان صرف رمضان میں ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کو منانے کے لئے صرف رمضان میں نیک اعمال کرنا ہی کافی ہے۔ رمضان المبارک میں نیک اعمال سرانجام دینا وقتی طور پر تو اس کے حال کو بدل سکتے ہیں مگر اس کی اس کیفیت کو مسلسل نہیں رہنے دیتے۔

۲۔ دوسرا عمل جو رمضان کے دوران دیکھنے میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ رمضان میں نماز تراویح کی ادائیگی کے حوالے سے سستی اور کاہلی کا شکار رہتے ہیں۔ یاد رکھیں! رمضان المبارک کے مہینہ میں قیام اللیل کی بہت فضیلت ہے اور نمازِ تراویح کی صورت میں اگر ہمیں یہ موقع میسر آتا ہے تو ہمیں اس کا اچھی طرح اہتمام کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ مساجد میں قرآن مجید سنانے کی سعادت حاصل کرنے والے حفاظ کرام بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اعتدال کا راستہ اختیار کریں۔ اکثر مساجد میں جلد از جلد تراویح ختم کرنے کے لیے الفاظِ قرآن کی درست ادائیگی کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا۔ ہمارے حفاظ کرام کو اس حوالے سے خاص احتیاط کرنی چاہیے، یہ نہ ہو کہ کل بروز قیامت قرآن مجید کو اس طرح بے دلی سے پڑھنا اور جلد از جلد ختم کرنے کی عادت کی وجہ سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شرمندگی اٹھانا پڑے اور قرآن مجید پڑھنے کے باوجود اس کی شفاعت سے محروم قرار پائیں۔

۳۔ رمضان کے دوران تیسری بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ بہت سے لوگ دن بھر یا دن کا بیشتر حصہ سوکر گزارتے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو عصر سے مغرب تک بھی سوئے رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس صورت میں روزوں کی لذت کہاں گئی۔۔۔؟ بھوک کی حرارت اور پیاس کی مشقت کہاں گئی۔۔۔؟ جب آپ دن بھر سوئے رہے، اسکا مطلب یہ ہوا کہ آپ رات میں سانس لے رہے ہیں گویا کہ آپ نے روزہ رکھا ہی نہیں۔ اس صورت میں رمضان کا ایمانی مفہوم کدھر گیا۔۔۔؟ جب ساری رات باتیں کرنے اور کھیل کود میں گزرے اور پورا دن سونے کی نذر ہوجائے تو پھر رمضان کا مطلب کیا ہوا۔۔۔؟ ایسا شخص جو رمضان کے دنوں میں غروب آفتاب کا انتظار کرے تاکہ وہ آفتاب غروب ہوتے ہی کھائے پیئے، دلپسند نغمے سنے اور لطف اندوز ہو اور پھر دوسرے دن وہ چادر لپیٹ کر پورا دن سوکر گزارے تو ایسے شخص کے روزوں کا کیا معنی ومفہوم اور کیا فائدہ۔۔۔؟

دن میں سونا شرعاً ممنوع نہیں لیکن لمبی تان کر نہ سوئے، اس لیے کہ روزوں کا مقصد یہ ہے کہ ان کے اثرات طبیعت پر طاری ہوں۔۔۔ رمضان کی گھڑیوں سے روحانی بالیدگی حاصل ہو۔۔۔ اور رمضان کے مبارک لمحات میں دلوں میں لطافت اور رقت پیدا ہو۔ بھوک اور پیاس کا احساس انسان کی تربیت کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ روزہ رکھنے سے درحقیقت مسلمان کو اپنی روح کی صفائی اور پاکیزگی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ دن کے وقت سونا افضلیت کے منافی ہے۔ سلف صالحین رمضان کے دن سوکر نہیں گزارتے تھے۔ افضل یہ ہے کہ رات کو سویا جائے۔ جب اسے اس حقیقت کا علم ہوجاتا ہے کہ دن کے وقت سونے سے عمر کا ایک حصہ ضائع ہورہا ہے اور قیمتی وقت ضائع ہورہا ہے اور قرب الٰہی کے حصول کے مواقع ختم ہورہے ہیں تو پھر اس احساس کے بعد اُسے نیند نہیں آسکتی۔

اللہ رب العزت ہمیں اس ماہِ مبارک کے تقاضوں کو مکمل کرنے اور اس ماہ میں اپنے اوپر عائد فرائض و ذمہ داریوں کو کماحقہ پورا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ❁❁❁

مطالعہ کتب کی ضرورت و اہمیت اور عصری تقاضے

علوم و معارف اور اسرار و رموز کتاب سے دستیاب ہوتے ہیں

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا علم کو کتاب میں قید کرو، یعنی لکھا کرو

''اگر مجھے کوئی نئی کتاب ملتی تو گویا مجھے خزانہ حاصل ہوا'' حافظ ابن جوزی

شیخ الاسلام کو ایک ہزار سے زائد کتب کی تحریر و تالیف کی سعادت نصیب ہوئی

ڈاکٹر شفاقت علی البغدادی الازہری

ترقی یافتہ اقوام کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ علم ہی سابقہ و موجودہ اقوام وملل کی ترقی و عظمتِ رفتہ کی بنیاد ہے۔ علم اور صاحبِ علم کی فضیلت اللہ رب العزت کے ہاں اس فرمان سے واضح ہوتی ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً. (البقرة،٢:٣٠)

''اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔''

یعنی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور علم عطا فرمایا پھر فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ علم کی برتری کی وجہ سے فرشتوں نے سجدہ کیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ حقیقی علم کہاں سے میسر آتا ہے جو انسان کی رفعت و برتری، ترقی وفلاح اور ہدایت کا عظیم ذریعہ بنتا ہے؟

حقیقی علم کا بنیادی مصدر کتاب مبین یعنی قرآن کریم ہے۔ کتاب مبین کا مطالعہ انسان کو ہدایت اور ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَo

''(یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔'' (البقرہ،٢:١)

اللہ رب العزت نے بے راہ رو اور گمراہی میں مبتلا لوگوں کی رہنمائی کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء کو مبعوث فرمایا اور انہیں صحف اور کتابیں عطا فرمائیں تاکہ لوگ ان صحیفوں اور کتابوں کو پڑھ کر حقیقی علم تک رسائی حاصل کریں۔

مطالعہ کتب کی اہمیت اہلِ اسلام کے نزدیک ایک مسلّم امر ہے جس کا انکار کسی سطح پر ناممکن ہے۔ کیونکہ خطابِ الٰہی کا پہلا لفظ ہی اقراء (پڑھو) ہے، اسی لفظ سے اللہ جل مجدہ نے اپنے خاتم النبین و مرسلین ﷺ کی نبوت و رسالت کا آغاز فرمایا ہے اور یہی پہلا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مصطفی کریم ﷺ کو عطا فرمایا۔

دنیا کے مختلف علوم و معارف اور اسرار و رموز اگر ہمیں کسی جگہ سے دستیاب ہو سکتے ہیں، وہ کتاب ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ علم و حکمت کو کتاب کی صورت میں جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام حاکم بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیدوا العلم بالکتابة

''علم کو کتاب میں قید کرو یعنی لکھا کرو۔''

اسی بنا پر علماء و مفکرین کتاب کو کنز اور خزانہ قرار دیتے تھے۔ حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں:

إذا وجدت كتاب جديدا فكأني وقعت على كنز

''اگر مجھے کوئی نئی کتاب ملتی تو گویا مجھے خزانہ حاصل ہوا۔''

کتاب قاری کو اپنے دور کے مصنفین کے افکار و نظریات

اور احوالِ زمانہ سے آگاہ رکھتی ہے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے نئے افراد کی مضبوط کھیپ تیار کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جہاں قاری کتب کے ذریعے حالاتِ حاضرہ سے آگاہی حاصل کرتا ہے وہاں کچھ کتب اسے دورِ قدیم کے نامور ائمہ، محدثین، فلاسفہ، حکماء اور مفکرین سے بھی فیضیاب کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یعنی دورِ جدید میں رہتے ہوئے اگر دورِ قدیم تک کوئی رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کا واحد ذریعہ کتاب ہے۔ چنانچہ امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

''لوگ جتنا علم اپنے اسلاف کی کتابوں میں پاتے ہیں اتنا اپنے اساتذہ اور مشائخ سے نہیں حاصل کر سکتے ہیں۔''

☆ ہمارے اسلاف مطالعہ کتب کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ بعض ایسے شواہد بھی تاریخ میں ملتے ہیں کہ کتابوں پر دسترس حاصل کرنے کے ارادہ سے وہ رشتہء ازدواج میں منسلک ہونے کو بھی قبول کر لیتے تھے۔ اسی طرح لڑکیوں کے جہیز میں کتب خانے کے بھی نظائر و شواہد تاریخ میں ملتے ہیں۔ چنانچہ امام اسحاق بن راہویہ نے سلیمان بن عبداللہ زغندانی کی بیٹی سے شادی اس لیے کی تھی کہ اس سے انھیں امام شافعی کی جملہ تصانیف پر مشتمل کتب خانہ مل جانا تھا (انساب للسمعانی،۶:۳۰۶)

☆ امام محمد بن حسن شیبانی جو کہ امام ابوحنیفہ کے عظیم شاگردوں میں سے ہیں، ان کی سیرت کا مطالعہ کر کے ایک انگریز نے کہا تھا کہ مسلمانوں کے چھوٹے محمد کا یہ حال ہے تو بڑے محمد ﷺ کا کیا حال ہوگا؟

امام محمد کے مطالعہ کا عالم یہ تھا کہ آپ پوری پوری رات مطالعہ کتب میں جاگتے گزار دیتے۔ جب لوگوں نے آپ سے اس مشقت اور مجاہدہ کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

''میں کیسے سو جاؤں، جبکہ عام مسلمان اس وجہ سے بے فکر ہو کر سو جاتے ہیں کہ جب انہیں جب کوئی مسئلہ درپیش ہوگا تو اس کا جواب محمد بن حسن سے مل جائے گا۔''

یعنی آپ کو امت مسلمہ کے مسائل کی اس قدر فکر رہتی تھی کہ ساری رات کتابوں میں ان کے مسائل کا حل تلاش کرتے اور ڈھونڈتے گزار دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ لوگ ان پر اعتماد کر کے سو جاتے ہیں۔

☆ مطالعہ کتب سے قوتِ حافظہ کو تقویت ملتی ہے چنانچہ امام بخاری سے حافظہ کی دوا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے:

لَا أَعْلَمُ شَيْئاً أَنْفَعَ لِلْحفظِ مِنْ نَهْمَةِ الرَّجُلِ، وَمُدَاوِمَةِ النَّظْرِ

''حافظہ کے لیے آدمی کے انہماک، دائمی نظر و مطالعہ سے بہتر کوئی چیز میرے علم میں نہیں۔''

اچھی کتابوں کا مطالعہ نہ صرف انسان کے ذہن و شعور کو جلا بخشتا ہے بلکہ انسان کو مہذب بھی بناتا ہے۔ بہترین کتب انسانی شخصیت میں نکھار اور وقار عطا کرتی ہیں۔ کتاب سے دوستی انسان کو شعور کی نئی منزلوں سے روشناس کرواتی ہے الغرض کتاب ہی انسان کی بہترین مونس اور رفیق ہے۔

☆ زمانہ عباسی کے مشہور شاعر متنبّی کا شعر بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

أَعَزُّ مَكَانٍ فِى الدُّنى سَرْجُ سَابِحٍ
وَخَيْرُ جَلِيْسٍ فِى الزَّمَانِ كِتَابُ

''ایک مسافر کے لیے دنیا کا بہترین مقام گھوڑے کی پشت ہے اور زمانہ میں بہترین ہمنشین کتاب ہے۔''

☆ ارسطو سے پوچھا گیا کہ آپ کسی شخص کو جاننے کے لیے کیا پیمانہ استعمال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں اس سے پوچھتا ہوں کہ تو نے کتنی کتابیں پڑھیں اور کیا کیا پڑھا ہے؟

☆ مشہور مسلم مفکر، دانشور اور فلسفی ابو نصر الفارابی جنہیں تاریخ ارسطوئے ثانی اور معلمِ ثانی کے نام سے پہچانتی ہے، مسلم دنیا کے یہ عظیم سائنسدان دنیا کی 70 زبانیں جانتے تھے، ان کی ابتدائی زندگی انتہائی غربت میں گزری مگر اتنا بڑا مقام انہیں کتاب کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے ملا۔ کہا جاتا ہے کہ ابونصر فارابی کی غربت کا یہ عالم تھا کہ ان کے پاس چراغ کے تیل

خریدنے کے لئے بھی پیسہ نہ تھا، چنانچہ وہ رات کو چوکیداروں کی قندیلوں کے پاس کھڑے ہوکر کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔

☆ امام جرجانی لکھتے ہیں:

ما تطعمت لذة العيش حتى
صرت في وحدتي للكتاب جليسًا

''میں نے زندگی کا مزہ اس وقت تک نہ چکھا جب تک کہ میں نے کتاب کو اپنی خلوت کا ہم نشین نہ بنا لیا۔''

ليس عندي شيء أجل من
العلم فلا ابتغي سواه أنيسًا

''میرے نزدیک علم سے زیادہ کوئی افضل چیز نہیں ہے اور نہ ہی میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا دوست وانیس تلاش کرتا ہوں۔''

☆ احمد شوقی کہتے ہیں:

أنا من بدّل بالكتب الصحابا
لم أجد لي وافيًا إلا الكتابا

''میں وہ ہوں جس نے ساتھیوں کے بدلے کتابیں اپنائیں اور میں اپنے لیے کتاب سے زیادہ وفادار کسی کو نہیں جانتا۔''

☆ خلیفہ مامون کے زمانے میں ایک عظیم ادیب نے اتنی اہم کتاب لکھی کہ اس سے کہا گیا:

سنعطيك ثمن هذا الكتاب ما يساوي وزنه ذهبًا

''ہم آپ کو اس کتاب کے وزن کے برابر قیمت میں سونا عطا کریں گے۔'' تو اس ادیب نے جواب دیا:

هذا كتاب لو يباع بوزنه
ذهبًا لكان البائع المغبونا

''اگر یہ کتاب سونے کے وزن کے برابر بیچی جائے تو بائع (سیلر) دھوکہ باز قرار پائے گا۔''

أما من الخسران أنك آخذ
ذهبًا وتترك جوهرًا مكنونًا

''کیا میں خسارے والوں میں سے نہیں ہوں گا کہ آپ سونا لینے والے ہوں گے اور جوہر کو دور چھپا ہوا چھوڑ دیں گے۔''

☆ قدیم رومی جمہوری سلطنت کے ادیب اور عظیم فلسفی سوسیر کا قول ہے کہ:

بيت من غير كتب كجسم من غير روح

''کتابوں کے بغیر گھر ایسے ہی ہے جیسے جسم بغیر روح کے ہوتا ہے۔''

☆ باکون کہتا ہے کہ ''اگر آپ تنہائی میں انس، خلوت میں لذت اور محفل میں زینت کا طریقہ جاننا چاہتے ہو تو کتاب سے پوچھو۔''

☆ عباس العقاد کہتے ہیں:

''آپ کو مربی و مرشد کہتے ہیں کہ وہ پڑھیں جو آپ کو نفع دے لیکن میں کہتا ہوں کہ جو پڑھتے ہو، اس سے فائدہ حاصل کرو۔''

☆ ابن جوزی فرماتے ہیں:

''اگر تم لذت اور راحت چاہتے ہو تو اے علم والو! اپنے گھر کے اندر رہو اور وہاں بھی اپنے گھر والوں سے کنارہ کش رہو تو تمہاری زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔ بیوی بچوں سے ملاقات کے لیے ایک وقت متعین کر لو کیونکہ جب انہیں ایک وقت معلوم ہو جائے گا تو پھر اس وقت تم سے ملاقات کے لیے تیاری کریں گے اور اس طرح تمہارا رہن سہن بہتر جائے گا۔''

آپ مزید فرماتے ہیں: ''تمہارے گھر میں کوٹھری ایسی ہونی چاہیے جس میں خلوت اختیار کر سکو تاکہ اس میں جاکر اپنی کتابوں کی سطروں سے گفتگو کر سکو اور اپنی فکر کے میدان میں دوڑ سکو۔ یعنی خلوت و تنہائی میں علم و معرفت پر مبنی وہ کتابیں جو انسان کو حق تعالیٰ کی معرفت اور اس کی مناجات کی طرف لے جائیں، بہترین ہم نشین ہیں۔'' کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

سُرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر
کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

☆ عصر حاضر میں علم و فکر کے احیاء و ترویج کی عظیم تحریک کے بانی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا نہ صرف عمر بھر کا اپنا معمول کثرتِ مطالعہ کتب ہے بلکہ آپ ہمیشہ طلبہ کو بھی اس بات کی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ کثرتِ مطالعہ کو اپنا معمول بنائیں۔ حلقات التربیۃ کے ایک درس میں آپ نے فرمایا:

”تحریک منہاج القرآن کے کارکن کے لیے فرض ہے کہ وہ ہر روز گھنٹہ دو گھنٹے مطالعہ پر صرف کریں۔ جو علم سے تعلق نہیں رکھتا، سمجھ لے کہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رفقاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر روز قرآن مجید کا مطالعہ کریں، احادیث مبارکہ کا مطالعہ کریں۔ میں نے ساری زندگی تصنیف و تالیف آپ کے لیے کی ہے تاکہ آپ ان کتب کا مطالعہ کریں۔ اپنا علم ہر روز بڑھائیں اور یہی پیغام اللہ رب العزت نے پہلی وحی میں عطا فرمایا ہے۔“

انسان کی سرگرمیوں میں فی زمانہ مطالعہ کتاب اہم سرگرمی شمار ہوتا ہے۔ دور حاضر میں جدید ریسرچ نے مطالعہ کتب کی اہمیت اور فوائد کے بارے میں تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ کتاب بینی دماغی امراض سے انسان کی حفاظت کرتی ہے اور ٹینشن کو کم کرتی ہے۔

اچھی کتابیں زندگی پر بہت اچھے اثرات مرتب کرسکتی ہیں۔ ادب انسانی مزاج میں نرمی پیدا کرتا ہے۔۔۔ ذہن پر خوشگوار اور صحت مند اثرات مرتب ہوتے ہیں۔۔۔ مطالعے سے انسان کے اندر مثبت اور مضبوط سوچ پیدا ہوتی ہے۔۔۔ کتب کے مطالعہ سے انسان کے اندر دلیل کے ساتھ بات کرنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے۔۔۔ آج ہم سنی سنائی باتوں کی بجائے مطالعہ کے ذریعے اپنے اندر تحقیق کا رجحان پیدا کریں تو بہت سے مسائل اور جھگڑوں سے چھٹکا را حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ملّت اسلامیہ دوبارہ سے دنیا میں عزت اور عروج حاصل کرنا چاہتی ہے تو ہمیں چاہیے کہ علم کی اس متاعِ گم گشتہ کو پھر سے حاصل کرنے کی فکر کریں کیونکہ علم کے اس زینے سے گزرے بغیر کامیابی کی بلندی تک پہنچنا نہ صرف مشکل بلکہ ایک ناممکن عمل ہے۔

❁❁❁❁❁

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ محترم کرنل (ر) فضل مہدی (ایڈمنسٹریٹر شریعہ کالج) کے والد محترم، محترم قاضی فیض الاسلام (پرنسل سیکرٹری ڈاکٹر حسن محی الدین قادری) کی پھوپھی جان، محترم رفیق نجم (نائب ناظم اعلیٰ تنظیمات) کے بھائی، محترم محمد ہاشم خان (ناظم مالیات بحرین) کے والد محترم (گوجرہ ٹوبہ ٹیک سنگھ)، محترم ماسٹر محمد زاہد اقبال قادری (جینڈروی، گجرات) کی والدہ محترمہ اور تایا جان، محترم خوشی محمد جنرل کارپینٹر (سیالکوٹ) کی والدہ، محترم میاں محمد رشید (سیکرٹری تنظیمات بجوات سیالکوٹ)، محترم محمد اجمل گوندل (لالیاں چنیوٹ) کے کزن محترم محمد یار گوندل، محترم چوہدری عبدالغفور (لالہ موسیٰ) کی خوشدامن، محترم حافظ ناصر علی اعوان (ڈائریکٹر ناروے) کے والد محترم عظمت علی اعوان (جہلم)، محترم حافظ محمد نسیم نقشبندی (ڈائریکٹر ہانگ کانگ) کے نانا جان (کوٹلی آزاد جموں وکشمیر)، محترم ڈاکٹر عبدالقدوس درانی منہاجینز کی بیٹی، محترم علامہ مستنیر حسین وسیم منہاجین (لاہور) کے دادا جان، محترم علامہ محمد اکرم طاہر (صدر PP-191 پاکپتن) کی زوجہ اور پروفیسر ڈاکٹر اللہ دتہ منہاجین کی ہمشیرہ محترمہ، محترم سید رضوان مہدی شاہ (لنگڑیال کوٹلہ)، محترم ماسٹر پرویز اختر (لنگڑیال کوٹلہ) کی والدہ، محترم عبدالقیوم خاں لودھی (حسن پٹھان کوٹلہ) کی والدہ، محترم چوہدری جاوید اقبال (ہورچھ کوٹلہ) کی اہلیہ، محترم چوہدری احسان الحق (صدر یوسی چڑیاولہ کوٹلہ) کے والد، محترم چوہدری محمد لطیف (صدر تحریک کوٹلہ) کی والدہ، محترم محمد منیر بٹ (نائب صدر تحریک کوٹلہ) کی ہمشیرہ (سالی)، چوہدری سلطان پرویز کے کزن محترم محمد اشرف اور محترم محمد اشرف (کٹوچ چڑیاولہ کوٹلہ) کے سسر قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

تحریک منہاج القرآن میں منہاجینز کا کردار

شیخ الاسلام نے نوجوانوں کی فکر و نظر کے زاویے بدل دئیے

مربیّ ہونا جہاں ایک بہت بڑا اعزاز ہے وہاں ایک بڑی ذمہ داری بھی ہے

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز سے فارغ التحصیل طلباء منہاجینز کے ٹائٹل سے یاد کئے جاتے ہیں

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

دنیا میں ہر قسم کی علمی و فکری اور انقلابی تحریک کی کامیابی کا دارومدار ذیلی قیادت (2nd line leadership) کی اہلیت و صلاحیت پر بھی مبنی ہوتا ہے۔ وہ اعلیٰ اور بانی قیادت جو جہاندیدہ ہو، وہ ہمیشہ ذیلی قیادت کی تیاری کی طرف اول دن سے ہی متوجہ رہتی ہے۔ اس قیادت کی تیاری میں بانی قیادت کو خون جگر صرف کرنا پڑتا ہے۔ ان کی سیرت و کردار، اخلاق و عادات اور ان کے مجموعی طرزِ حیات کو ایسے سانچے میں ڈھالنا ہوتا ہے جس سے ارفع قیادت کے اوصاف و کمالات بھی جھلکیں اور مطلق رہبری کی جملہ صلاحیت و قابلیت بھی۔ جن تحریکوں میں ذیلی قیادت کی تیاری پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے ان کا تسلسل بغیر کسی انقطاع کے جاری و ساری رہتا ہے اور ہر زمان و مکان میں ان کی صدائے بازگشت گونجتی رہتی ہے۔ اپنے وجود کو منوانے اور زندہ رکھنے کے لیے انہیں کسی خارجی سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ وہ اپنے مسلسل نتائج سے صرف زندہ ہی نہیں بلکہ زندہ جاوید رہتی ہیں۔

تحریکوں کے تسلسل اور دوامیت کے اسی فلسفے کو پیش نظر رکھتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تحریک منہاج القرآن کی بنیاد ان خطوط پر استوار کی ہے جس سے ہر سطح پر ذیلی قیادت کی تیاری کا عمل ہمہ وقت جاری و ساری ہے۔ یہ ذیلی قیادت اپنی اعلیٰ قیادت کے عطا کردہ نصب العین اور مقاصد کی تکمیل میں انتہائی محنت، ایثار، تندہی اور جفاکشی سے مصروف عمل ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے قیام کے ساتھ ہی 1980ء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تحریک کی ذیلی قیادت کی تیاری کا آغاز فرمادیا تھا اور پھر عرصہ 12 سال تک قائد تحریک شب و روز محنت و مشقت کرتے رہے تاکہ قوم و ملت کو قحط الرجال کے بحران سے نکال کر قیادت سے نوازا جائے اور بے امام قوم کو امام اور رہبر دیئے جائیں۔ بالآخر تحریک منہاج القرآن کی تاریخ میں 17 اپریل 1992ء کی صبح کا سورج اپنے اندر بنیاد و فروغ انقلاب کا پیغام لے کر طلوع ہوا، جب قائد تحریک کو جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن سے فارغ التحصیل طلبہ کی صورت میں پہلے 42 دست و بازو ملے اور اس طرح علم و فکر سے لیس ایسی رہبر و رہنما افرادی قوت کے سلسلے کا آغاز ہوا، جو آج تک تسلسل کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ اب تک متعدد بیجز میں ایک ہزار سے زائد طلبہ فراغت کا اعزاز پا چکے ہیں اور منہاجینز کے ٹائٹل سے یاد کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی اپنے قائد کی عظیم فکر کے فروغ کے لیے شب و روز کوشاں ہے اور فکرِ قائد کا ترجمان بن کر قریہ قریہ، گاؤں گاؤں اور شہر شہر گھوم رہا ہے۔

تحریک کی فکر نے منہاجینز کی سوچوں کے رخ بدل دیئے ہیں۔ انہیں فکرِ ذات کی بجائے فکرِ امت سے روشناس کردیا ہے اور امت کے زوال کو عروج میں بدلنے کا درد دے دیا ہے۔ قائد کی روش پر چلتے ہوئے انہیں آرام کا خیال ہے اور نہ آسائش کی پرواہ۔ کام کی دھن میں مست و بے خود ہونا ہی ان کی خاص پہچان ہے۔ کچھ کر گزرنے کی ایک سچی تڑپ انہیں ہر وقت تڑپاتی ہے۔ زوالِ امت کا درد اپنے نفسی درد سے بھی زیادہ محسوس کرتے ہیں۔

درحقیقت یہ اس فکر کا کمال ہے جس کا طرۂ امتیاز غلبہ دین حق کی بحالی، امت مسلمہ کا احیاء و اتحاد اور قرآن و سنت کی عظیم فکر پر مبنی عالمگیر سطح پر مصطفوی انقلاب کا خواب شرمندہ تعبیر کرنا ہے۔ یہی فکر آج امتِ مسلمہ کے عروق مردہ میں جان ڈال سکتی ہے اور امت کا احیاء اور عظمت و تمکنت اسی سے وابستہ ہے۔

آیئے! اس امر کا جائزہ لیں اس فکر کے حاملین کہاں، کیسے اور کس طریق مصطفوی مشن میں اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں:

ا۔ تدریسی ذمہ داریاں

تعلیم کے دوران تدریسی ذوق رکھنے والے طلبہ کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور نکھارنے کے لیے انہیں مختلف سطح پر تدریسی ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں تاکہ وہ اپنی صلاحیت و قابلیت سے ملک و ملت کے لیے جوہر قابل تیار کریں اور ان کے ذہن و دماغ کو انقلابی فکر سے بھی اس طرح مزین کریں کہ بعد ازاں اس انقلابی فکر کے منابع ہر سمت پھوٹتے رہیں۔ سو اس مقصد کے لیے ہمارے منہاجینز مختلف یونیورسٹیز، کالجز اور سکولز کی سطح پر سرگرم عمل ہیں۔ ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب قائد کے ان فیض یافتہ منہاجینز کی صحبت سے ملت کو قابل، لائق اور اہل افراد بھی میسر آئیں گے اور ملت کی قیادت و سیادت کا فریضہ سرانجام دینے والے بھی۔

۲۔ تحقیقی ذمہ داریاں

علم وفکر کے ارتقاء کا تسلسل اقوام کو عروج و بلندی کی طرف لے جاتا ہے اور جس قوم کے علم وفکر کے سوتے خشک اور جامد پڑجائیں اور معطل ہوجائیں تو زوال اس کا مقدر بن جاتا ہے۔ اسلام نے اسی لیے اجتہاد کا دروازہ ہر دور میں کھلا رکھا ہے۔ ہر دور میں ایسے لوگ ضرور موجود ہیں جو ایسی تحقیقی تصانیف رقم کرتے رہے ہیں، جن کے نقوش انمٹ ہیں اور ہر زمانے میں انہوں نے جہاں اقوام کو شعور دیا، وہاں رہبری کے گر سکھانے کے ساتھ ساتھ امراضِ ملت کی تشخیص کرکے ان کا علاج بھی بتایا ہے۔ اس انتہائی اہم ذمہ داری کو نبھانے کے لیے اور تمام تر فکری وعصری تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتہائی قابل اور لائق منہاجینز کو فکرِ قائد کی ترویج و اشاعت کے لیے متعین کیا جاتا ہے تاکہ وہ فکرِ قائد کو ہر فرد کے لیے منظّم، ٹھوس اور جامع انداز میں پیش کرکے فکری و علمی ارتقاء کو نہ صرف بحال کریں بلکہ اس کے تسلسل کے لیے تشویش و ترغیب کا ساماں بھی کریں۔

۳۔ تنظیمی ذمہ داریاں

منتشر اور بکھری ہوئی قوت کو ایک لڑی میں پرو دینے اور ان کی کاوشوں اور جدوجہد کو ایک خاص سمت مرتکز کردینے کا کام بڑا جاں گسل ہے۔ ہم خیال اور ہم فکر لوگوں کے مابین سوچوں میں ذاتی مفادات کی وجہ سے کبھی کبھی بعدالمشر قین کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ ان کو یک جان اور یک قالب رکھنا ہی منتظم کی خوبی اور کمال ہے۔ دیہاتوں، شہروں، اضلاع اور مرکز کی سطح پر اور بیرون ملک منہاجینز کو یہ ذمہ داری بھی دی گئی ہے، جسے وہ شب و روز محنت اور جہدِ مسلسل سے بطریقِ احسن نبھا رہے ہیں۔

۴۔ انتظامی ذمہ داریاں

زندگی نظم کا نام ہے جو زندگی حسنِ نظم سے ہٹ جائے، اس کی کاوشیں بے نتیجہ ہوجاتی ہیں۔ ہر وقت نتائج کا حصول، افراد کی کارکردگی میں اضافہ، ہر ادارے کی مجموعی ترقی اور اس کا امتیازی اور جداگانہ تشخص قائم کرنا، اس کی ظاہری اور باطنی آرائش، متعلقہ افراد کی ذہنی اور قلبی سکون کی بحالی اور ان کا اعتماد اور ان کا خیال اور لحاظ کرنا ہی قابلِ رشک انتظامیہ کی ذمہ داری ہے جو اپنے وسائل کو انتہائی امانت اور دیانت کے ساتھ اس طرح خرچ کرے کہ جس سے نہ تو اسراف و تبذیر کا کوئی پہلو نکلے اور نہ ہی بخل و کنجوسی کا۔

انتظامی کام کی حسنِ انجام دہی کا انحصار انسانی نفسیات کے جاننے پر ہے۔ انتظامی معاملات میں افراد کے ذہن بکھرتے اور دل ٹوٹتے ہیں۔ اس منصب کے لیے دل سمندر جیسا اور زبان شہد سے بھی میٹھی چاہیے۔ اس منصب پر دل توڑنے والا نہیں بلکہ جوڑنے والا ہونا چاہیے۔ بالخصوص اگر یہ ذمہ داری تحریکی افراد کے متعلق ہو تو پھر تلخ بولتے ہوئے سو بار سوچنا چاہیے۔ بہر حال اس احساس ذمہ داری پر بھی منہاجینز ہر سطح پر جزوی اور مستقل طور اول دن سے مصروف عمل ہیں۔

۵۔ تربیتی ذمہ داریاں

مربیّ ہونا جہاں ایک بہت بڑا اعزاز ہے وہاں بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے جو انسان کو فضلِ خداوندی کے باعث ہی نصیب ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری پر فائز مربیّ ایک شفاف آئینے کی طرح اور ایک سفید کپڑے کی مثل اپنے زیرِتربیت افراد کے سامنے ہوتا ہے۔ وہ چلتی پھرتی تصویر درحقیقت ایک کھلی کتاب کی مانند ہوتی ہے جس سے زیرِ تربیت جب اور جس وقت چاہیں اپنی سیرت و کردار، اخلاق و عادات، عبادات و معاملات، آداب و اطوار کی تشکیل سازی کے لیے مطالعہ شروع کردیں۔ زیرتربیت افراد یہ چیزیں دیگر کتابوں سے کم پڑھتے اور سمجھتے ہیں کیونکہ ان میں صرف وہ حروف ہیں جن کے پاس زبان نہیں جبکہ مربیّ وہ کتاب ہے جس کے پاس حروف بھی ہیں اور انہیں بولنے کے لیے زبان بھی ہے اس لیے ان کا مرکز ومحور مربیّ ہوتا ہے۔ یوں جو افراد تیار ہوتے ہیں ان میں ہر خوبی کا منبع درحقیقت ان کا مربیّ ہی ہوتا ہے۔ یہ ذمہ داری بھی ہمارے منہاجینز انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں اور ذمہ داری کے مذکورہ تقاضے کے مطابق وہ خود کو مجسم پیکر بنائے ہوئے ہیں۔

۶۔ دعوتی ذمہ داریاں

دعوت ہی ہر تحریک کی پہچان ہوتی ہے اور اس کی روح بھی۔ تحریک کا فروغ اور پھیلاؤ اس کی مؤثر دعوت پر منحصر ہے۔ دعوت تحریری صورت میں بھی ہے اور تقریری میں بھی۔ کتابی صورت میں بھی ہے اور خطابی میں بھی۔ کاش ہماری دعوت کی یہ دونوں صورتیں اتنی موثر اور منظّم ہوجائیں کہ پاکستان کی دھرتی کا ایک چھوٹا سا گاؤں تو کیا بلکہ ایک گھر بھی نہ بچے، جہاں ہماری دعوت دونوں صورتوں میں پہنچ نہ جائے۔ اسی صورت ہی ہم اپنے بے مثال اور عظیم قائد کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرسکتے ہیں۔ ہمیں ایسی منصوبہ بندی کرنا ہوگی کہ ہمارا دعوتی اور فکری لٹریچر معاشرے کے ہر فرد تک پہنچ جائے اور فکر قائد کے حوالے سے پاکستان کا ہر گوشہ اور ہر خطہ روشناس ہوجائے۔

الحمدللہ! اس وقت مرکز کی سطح پر اور مختلف اضلاع میں جزوی اور مستقل طور پر منہاجینز یہ ذمہ داری نبھارہے ہیں جس کے دور رس اور انتہائی حوصلہ افزا نتائج سامنے آرہے ہیں۔

۷۔ ہمہ جہتی تحریکی ذمہ داریاں

کسی خاص ذمہ داری کو نبھانے کا تحریکی زندگی میں ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ فردِ خاص دیگر ذمہ داریوں سے کلیتاً لاتعلق بھی ہوگا اور بے خبر بھی کیونکہ ایسی صورت میں سرکاری ملازمت کی طرح تحریک سے اس کا شعبہ جاتی تعلق تو رہ جائے گا مگر مکمل تحریکی نہیں ہوگا۔ یوں یہ چیز اس کی اپنی شخصیت کو ادھورا اور نامکمل بنادے گی اور اس کی ہمہ جہتی تحریکی پہچان کو بھی مجروح کرے گی۔ اعلیٰ تحریکی قیادت کی تیاری کا راز بھی اسی میں مضمر ہے کہ مستقبل میں ہر سطح پر منصبِ قیادت پر فائز ہونے والی شخصیت تمام معاملات اور مسائل حیات کو گہرائی تک سمجھتی ہو اور ان کا مکمل ادراک بھی رکھتی ہو تاکہ وہ ہر اعتبار سے مکمل اور صائب راہنمائی دے سکے۔

اندرون اور بیرون ملک بعض منہاجینز ہمہ جہتی تحریکی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں اور بیک وقت تنظیمی و انتظامی، تدریسی وتحقیقی اور دعوتی وتربیتی امور میں مصروفِ عمل ہیں۔

الحمدللہ! فکرِ قائد منہاجینز کے قلب و روح میں راسخ ہوچکی ہے۔ اتباعِ قائد میں ہماری منزل مصطفوی انقلاب ہی ہے۔۔۔ ہمارا جینا و مرنا اسی سے وابستہ ہے۔۔۔ یہ فکر زمان و مکان کی قیودات سے بالاتر ہے، جو جہاں ہے وہیں فکرِ قائد کا امین اور ترجمان ہے۔۔۔ ہماری متاعِ حیات یہی فکرِ قائد ہے۔۔۔ ہماری سوچ اور فکر کا خمیر اسی سے تشکیل پایا ہے۔۔۔ ہماری پہچان، ہماری شناخت اور ہماری انفرادیت فکر قائد ہے۔۔۔ ہمارا تشخص، ہمارا امتیاز اور ہمارا اعزاز فکرِ قائد ہے۔ اسی سے تمسک ہماری عزت ہے اور اس سے انحراف ہماری رسوائی ہے۔ (باری تعالیٰ اس ابتلاء سے ہر کسی کو محفوظ رکھے) ہماری ہر خوبی کا منبع اور سرچشمہ فکرِ قائد ہے۔۔۔ اسی کا فروغ اور اشاعت ہمارا مطمعِ زیست ہے۔ باری تعالیٰ! ہمیں فکرِ قائد کی ترویج کے لیے قابلیت، صلاحیت اور اہلیت کی خوبیوں سے نوازے۔

❀❀❀❀❀

منہاج انسٹی ٹیوٹ برائے قرأت وتحفیظ القرآن

تحفیظ القرآن میں زیر تعلیم طلباء کو پرائمری سے پی ایچ ڈی تک کی تعلیمی سہولت دستیاب ہے

کلاس رومز ایئر کنڈیشنڈ اور سی سی ٹی وی کے ذریعے مانیٹر کئے جاتے ہیں

شیخ الاسلام نے ایلیٹ کلاس کے بچوں کو دینی تعلیم کی طرف مائل کرنے کے لئے جدید سہولیات کی فراہمی یقینی بنائی

منہاج انسٹی ٹیوٹ برائے قرأت وتحفیظ القرآن کے پرنسپل محمد عباس نقشبندی سے خصوصی گفتگو

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے مرکزی تعلیمی اداروں میں سے ایک اہم ادارہ ''منہاج انسٹی ٹیوٹ برائے قرأت وتحفیظ القرآن'' ہے۔ یہ ادارہ بھی تحریک کے دیگر تعلیمی اداروں کی طرح نہایت کامیابی سے نونہالانِ قوم کی تعلیم و تربیت میں مصروف عمل ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سرپرستی میں 1994ء میں ادارہ تحفیظ القرآن کا آغاز کیا گیا تھا۔ تقریباً 26 سالوں میں تحفیظ القرآن سے ہزاروں بچے قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ گزشتہ ماہ اس عظیم تعلیمی ادارہ کے پرنسپل محترم علامہ محمد عباس نقشبندی سے اس ادارہ کے مقاصد، انفرادیت، تعلیمی ماحول، سہولیات اور شرائط داخلہ کے حوالے سے خصوصی گفتگو ہوئی جو نذرِ قارئین ہے:

☆ منہاج انسٹی ٹیوٹ برائے قرأت وتحفیظ القرآن کے امتیاز اور انفرادیت کے ذکر سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے محترم علامہ محمد عباس نقشبندی نے کہا کہ ہمارے ہاں زیر تعلیم بچے باقاعدہ فیس ادا کر کے قرآن حفظ کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کو زکوۃ، خیرات اور صدقات پر نہیں پڑھایا جاتا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا یہ ویژن ہے جس نے دین کی تعلیم حاصل کرنی ہے، وہ اس پر خرچ کرے۔ اگر دنیاوی تعلیم کے حصول کے لئے والدین اپنے آپ کو مشکل میں ڈال کر بھاری فیسیں ادا کر سکتے ہیں تو دینی علوم کے حصول کے لئے یہ جذبہ مفقود کیوں ہو جاتا ہے؟ منہاج القرآن کے تعلیمی اداروں میں دینی علوم حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات کے باوقار مستقبل اور ان کی عزتِ نفس کے تحفظ کا ہر ممکن خیال رکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحفیظ القرآن میں قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے آنے والے بچے ہر طبقۂ فکر سے آتے ہیں۔ ان میں ایلیٹ کلاس کے بچے بھی شامل ہیں کیونکہ تحفیظ القرآن نے حفظ قرآن کے لئے بہترین تعلیمی ماحول مہیا کیا ہے۔

☆ اس انسٹی ٹیوٹ کے ماحول اور سہولیات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے علامہ محمد عباس نقشبندی نے کہا کہ اس وقت ہمارے پاس 4 سو سے زائد بچے قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں۔ بیشتر کلاس رومز ایئر کنڈیشنڈ ہیں، معمولی فیس ادا کرنے والے طالب علم کو ایئر کنڈیشنڈ سہولت میسر ہونے کی کوئی دوسری مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ کلاس روم کا ماحول حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہے، کلاس روم کشادہ اور ہوا دار ہیں، بچوں کے آرام کا خیال رکھنے کے لئے ہر کلاس روم میں کارپٹ بچھایا گیا ہے جس کی روزانہ کی بنیاد پر صفائی ہوتی ہے۔ تحفیظ القرآن کی خوبصورت عمارت بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ لاہور دربار غوثیہ کے ساتھ واقع ہے۔ ہمارا یہ امتیاز اور دعویٰ ہے کہ حفظِ قرآن کے لئے اتنی خوبصورت اور کشادہ عمارت کہیں اور نظر نہیں آتی۔ یہاں ہاسٹل کی سہولت بھی میسر ہے، بچوں کو تین وقت کا کھانا مہیا کیا جاتا ہے، اساتذہ بھی وہی کھانا کھاتے ہیں جو طلبہ کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ بچوں کو تین وقت کا ایسا کھانا میسر ہوتا ہے جو مڈل کلاس کے گھروں میں میسر نہیں ہوتا۔

یہاں طلبہ کے لئے کینٹین اور بک شاپ کے ساتھ ساتھ ابتدائی طبی امداد کے لئے ایک میڈیکل یونٹ بھی قائم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بچوں کی سپورٹس اور تفریحی سرگرمیوں کا بطورِ خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ بچوں کے تحفظ اور نگہداشت کے لئے تمام کلاس رومز سی سی ٹی وی کے ذریعے مانیٹر کئے جاتے ہیں یعنی تحفیظ القرآن کا نظام پیشہ وارانہ انداز میں چلایا جارہا ہے۔ والدین ہم پر اعتماد کرتے ہیں تو ہم بچوں کی نگہداشت، تعلیم و تربیت اور صحت و صفائی کے حوالے سے کسی غفلت کے مرتکب نہیں ہو سکتے۔

☆ منہاج انسٹی ٹیوٹ برائے قرأت وتحفیظ القرآن میں داخلہ اور تعلیمی سہولیات پر بات کرتے ہوئے علامہ محمد عباس نقشبندی کا کہنا تھا کہ تحفیظ القرآن میں 11 سال کی عمر کے پرائمری پاس بچوں کو داخل کیا جاتا ہے، سب سے پہلے انہیں ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ بچہ صحتِ لفظی کے ساتھ ادائیگی کے قابل ہو سکے اور اس کے بعد حفظ کی باقاعدہ کلاسز کا آغاز ہوتا ہے۔ پرائمری پاس طلبہ کو تین سال میں قرآن مجید حفظ کراویا جاتا ہے اور حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ مڈل تک کی تعلیم بھی مکمل کروائی جاتی ہے۔ بعض بچے میٹرک بھی تحفیظ القرآن سے کرتے ہیں۔ تحفیظ القرآن میں طلبہ کو پرائمری سے پی ایچ ڈی تک کی تعلیمی سہولت میسر ہے۔

ہمارے انسٹی ٹیوٹ میں ہر روز صبح اسمبلی ہوتی ہے جس میں تلاوت قرآن مجید باترجمہ، نعتِ رسول مقبول ﷺ اور احادیثِ مبارکہ کا درس ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بچے قومی ترانہ پڑھتے ہیں۔ اس اسمبلی کے بعد تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز کیا جاتا ہے۔ بچوں کو نماز پنجگانہ کی ادائیگی اور طہارت کے مسائل اور دیگر دینی معلومات اول روز سے سکھائی اور ازبر کروائی جاتی ہیں۔ بچوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا بھی بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

حفظ القرآن اور سکول کی تعلیم کے لئے الگ الگ اساتذہ کرام ہیں۔ طلبہ کو باوقار صاف ستھرے اور پرسکون ماحول میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اس ادارے کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ طلباء کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے والدین کو مشاورت میں شامل رکھا جاتا ہے۔

☆ علامہ محمد عباس نقشبندی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کو قرآن مجید حفظ کرانے والے اساتذہ میں نامور قراء حضرات شامل ہیں۔ اس لیے کہ قرآن کو صحتِ لفظی کے ساتھ پڑھنا اور پڑھانا ایک افضل ترین عبادت ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی یہ خواہش اور حکم ہے کہ تجوید پر گرفت کے ساتھ ساتھ لحن اور لہجہ پر خاص توجہ دی جائے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہترین آواز اور انداز کے ساتھ پڑھا جانے والا قرآن مجید بڑا محبوب ہے۔ ایک موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کو کسی صحابی نے بتایا کہ فلاں صحابی بہت خوبصورت تلاوتِ قرآن کرتے ہیں۔ آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے، اس صحابی کی خوبصورت آواز، لحن اور لہجہ سماعت کیا اور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے خوشی ہے کہ ایسے بھی میرے امتی ہیں۔

☆ بچوں کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے علامہ محمد عباس نقشبندی کا کہنا تھا کہ اوائل عمری میں بچہ جو سیکھتا ہے وہ زندگی کی آخری سانس تک اس کی روز مرہ کی عادات کا حصہ بن جاتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ تعلیمی ادارے اور والدین کم سن بچوں کی تربیت کے پہلو کو کسی طور نظر انداز نہ کریں۔ منہاج القرآن کے تعلیمی ادارے اخلاقی تربیت کا بھرپور خیال رکھتے ہیں بلکہ منہاج القرآن وہ واحد تحریک ہے جس نے بچوں کی اخلاقی تربیت کے لئے ایگرز کے نام سے بھی ایک ڈیپارٹمنٹ قائم کررکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو والدین چاہتے ہیں کہ ان کے بچے عمر بھر ان کے تابعدار، علم دوست اور ملک و ملت کے وفادار بنیں تو وہ والدین جیسے ہی بچہ بولنے کا آغاز کرے تو وہ اس کے بولنے کی ابتداء صحتِ لفظی کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے سے کروائیں اور بتدریج باترجمہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے توجہ دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بچے کی قرآن سے یہ وابستگی انہیں ایک باعمل مسلمان اور ذمہ دار شہری بنائے گی۔

بچے زندگی کے جس شعبہ میں بھی جانا چاہتے ہیں جائیں، ڈاکٹر بنیں، انجینئر بنیں، سپورٹس مین بنیں، شاعر بنیں، مصور بنیں، فنونِ لطیفہ سے وابستہ ہوں نیز اپنی خداداد صلاحیتوں اور ٹیلنٹ کو بروئے کار لاتے ہوئے عملی زندگی میں کوئی بھی فیلڈ اختیار کریں لیکن قرآن سے اپنی محبت اور وابستگی کو ہر حال میں قائم رکھیں۔ یہ وابستگی اندھیرے میں روشنی، مایوسی میں امید اور زوال میں کمال کا

باعث بنے گی۔ والدین بچوں کی قرآنی تعلیم و تربیت کا خیال رکھیں اور اپنی اور اپنے بچوں کی دنیا اور آخرت کو سنواریں۔

☆ اساتذہ اور طلبہ کے رشتہ کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ محمد عباس نقشبندی نے کہا کہ والدین اپنے بچوں کو تعلیم و تربیت کے لئے اساتذہ کے حوالے کرتے ہیں۔ اساتذہ پر یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، انہیں اپنی اس ذمہ داری سے پورا پورا انصاف کرنا چاہیے، یہ باعزت روزگار بھی ہے اور دین اور دنیا کی نجات بھی اس عمل میں ہے۔ جو اساتذہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بچے نافرمان ہیں یا وہ اپنے بچوں کی وجہ سے کسی تکلیف سے دو چار ہیں تو وہ جان لیں کہ وہ دوسروں کے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کسی کوتاہی کے مرتکب ہورہے ہیں۔ استاد دوسروں کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا حق ادا کریں، اس کے صدقے اللہ تعالیٰ ان کو کامیابیوں سے ہمکنار کر دے گا اور ایسے اساتذہ کی اولاد کو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے گا۔

☆ دیگر مذہبی انسٹی ٹیوشنز اور منہاج القرآن کے تعلیمی اداروں کے مابین بنیادی فرق کا ذکر کرتے ہوئے علامہ محمد عباس نقشبندی نے بتایا کہ مذہبی انسٹی ٹیوشنز نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے طریقہ تدریس اور ماحول کو اپ گریڈ نہیں کیا جس سے یہ تاثر پیدا ہوا کہ شاید دینی تعلیم یا قرآن مجید وہی حفظ کرتے ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے کسی معذوری کا شکار ہوتے ہیں اور دین کی تعلیم صدقات اور خیرات پر مفت میسر آتی ہے۔ اس تاثر کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور تحریک منہاج القرآن نے ختم کرنے کے لئے سخت محنت کی ہے اور الحمدللہ ادارہ منہاج القرآن اس طبقہ کو دین کی طرف لے کر آیا ہے جو آسودہ حال ہے اور وہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم پر خرچ کرتے ہیں اور اس طبقہ کے بچے مذہبی سکالر بھی بنتے ہیں، حافظ قرآن بھی بنتے ہیں، نعت خوان اور قاری بھی بنتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر، انجینئر اور پروفیسر بھی بنتے ہیں۔

تحفیظ القرآن کے بچوں کو ایصال ثواب کی محفلوں میں نہیں بھیجا جاتا تاکہ بچوں کے اعتماد، وقار اور عزتِ نفس کی حفاظت ہو۔ بدقسمتی سے ہماری سوسائٹی میں ایک رواج ہے کہ فوتگی کے موقع پر مدرسے کے بچوں کو بلایا جاتا ہے اور اس کے بدلے میں انہیں اچھا کھانا کھلا دیا جاتا ہے۔ ہم ایصال ثواب کے قائل ہیں مگر اس روایت کو وسیع تر بہتری کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ جس گھر میں فوتگی ہوتی ہے، امیر ہو یا غریب وہ ایک بہت بڑا خاندان ہوتا ہے، اپنے کسی پیارے کے ایصال ثواب کے لئے وہ خود قرآن خوانی کی محافل کا انعقاد کیوں نہیں کرتے؟ ہم چاہتے ہیں قرآن مجید کی تلاوت کی آوازیں گھر گھر سے آئیں اور ہر شخص باقاعدہ سیکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرے۔

☆ علامہ محمد عباس نقشبندی نے بتایا کہ پوری دنیا جانتی ہے کہ ادارہ منہاج القرآن کے تمام تعلیمی، تربیتی پروگرامز ”نو پرافٹ، نو لاس“ کی بنیاد پر روبہ عمل آتے ہیں، ہم صرف اتنی فیسیں وصول کرتے ہیں جن سے بچوں کی ضروری دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ انتظامی اخراجات پورے ہوسکیں۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ اس کام میں برکت ڈال رہا ہے اور ہم بچوں کو اچھا کھانا کھلانے، اچھی رہائش دینے کے ساتھ ساتھ انہیں معیاری تعلیم دینے میں بھی کامیاب رہتے ہیں۔

ہمارا فیس سٹرکچر سالہا سال کے لئے ایک ہی ہوتا ہے اور ایک بجٹ بنا دیا جاتا ہے جس کے مطابق ہم اپنے اخراجات کرتے ہیں لیکن جب اشیائے خورونوش کی قیمتیں بڑھتی ہیں یا بجلی گیس کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو ہمارے لئے بھی کئی معاشی مسائل سر اٹھاتے ہیں، لیکن اس صورتِ حال میں دیگر تعلیمی اداروں کی طرح ہم مہنگائی کا رخ طلبہ کی طرف نہیں موڑتے بلکہ ایسے مواقع پر ہمیں قیادت کی توجہ اور اعانت میسر آتی ہے، جس کی وجہ سے ہم اس بحران کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں اس موقع پر حکومت سے بھی یہ کہوں گا کہ بچوں کو تعلیم دینا ریاست کی ذمہ داری ہے، اگر ریاست کسی وجہ سے یہ ذمہ داری پوری نہیں کر پارہی تو کم از کم ان جماعتوں، تحریکوں اور انسٹی ٹیوشنز کے لئے مہنگائی اور گرانی کی شکل میں مسائل کھڑے نہ کرے جو اخلاص اور دردمندی کے ساتھ بچوں کو زیورِ علم سے آراستہ کر رہے ہیں۔

اسی طرح کچھ بچے ذہین ہوتے ہیں اور ان کے اندر قرآن حفظ کرنے کا جذبہ بھی دیدنی ہوتا ہے مگر وہ فیس ادا نہیں کر پاتے تو

ایسے بچوں کی مدد کے لئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ذریعے فنانس کا بندوبست کیا جاتا ہے اور سٹوڈنٹ ویلفیئر بورڈ قائم کیا گیا ہے جو مستحق بچوں کی تعلیم کو جاری رکھنے میں اعانت مہیا کرتا ہے۔

علامہ محمد عباس نقشبندی نے بتایا منہاج انسٹی ٹیوٹ آف قرأت اینڈ تحفیظ القرآن 7اپریل 1994ء میں قائم ہوا اور اس کے تحت منہاج القرآن ماڈل ہائی سکول (لڑکوں کے لئے) 2اپریل 1998ء میں قائم کیا گیا۔ اس عظیم الشان انسٹی ٹیوٹ میں مختلف اوقات میں خدمات انجام دینے والوں کا بھی میں بطور خاص آج ذکر کروں گا جنہوں نے اپنے اپنے ادوار میں اللہ کی توفیق سے اس انسٹی ٹیوٹ کی خدمت کی اور آج یہ انسٹی ٹیوٹ حفظ کا ایک بہترین ادارہ بن کر موجود ہے۔ ان میں بشیر احمد خان لودھی، ولایت حسین قیصر، ایم زاہد چودھری، مسکین فیض الرحمٰن درانی (مرحوم)، میجر (ر) نور احمد، حاجی غلام مصطفیٰ، پروفیسر ایم رفیق سیال، احمد نواز انجم، سکواڈرن لیڈر (ر) عبدالعزیز، ایم افضل کانجو، پروفیسر محمد اشرف، طاہر سرور، حافظ نیاز احمد شامل ہیں اور اب اس انسٹی ٹیوٹ میں خدمات سرانجام دینے کی سعادت مجھے میسر ہے۔

اللہ تعالیٰ جس شخصیت پر اپنے انعامات کی بارش کرتا ہے تو اس کی سوچ اور فکر کو فروغ دینے کی توفیق بھی مہیا کرتا ہے۔ میری مراد ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو اللہ رب العزت نے نیک، صالح، فرمانبردار اور متقی اولاد کی نعمت سے نوازا ہے جو اپنے عظیم والدین گرامی کے خدمتِ دین اور خدمتِ انسانیت کے مشن کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری شامل ہیں۔ تحفیظ القرآن کے معیار اور سہولتوں کی بہتری کے لئے ہمیں ہمہ وقت ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی سرپرستی اور رہنمائی میسر ہے اور بچوں کی فکری اور روحانی تربیت کے لئے ہمیں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی ہمہ وقت سرپرستی میسر رہتی ہے۔ ان قائدین کی رہنمائی اور ہدایت کی روشنی میں تحفیظ القرآن کو روایتی اداروں سے مختلف بنایا گیا ہے۔ اس ادارہ کا بنیادی امتیاز یہ ہے کہ حفظ القرآن کے ساتھ سکول کی تعلیم کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے اور طلبہ کی اخلاقی اور روحانی تربیت بھی نظامِ تعلیم کا بطورِ خاص حصہ ہے۔ ❁❁❁❁❁

کارکنان و تنظیمات متوجہ ہوں!

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ کے لئے کوشاں

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن

فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور تحریک منہاج القرآن کے مصطفوی پیغام کو اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات تک پہنچانے کے لئے

سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

قائد ڈے تقریبات

شیخ الاسلام کی 70 ویں سالگرہ کے موقع پر کانفرنسز، سیمینارز کا انعقاد

منہاج القرآن کی ہر تقریب تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور علم سے محبت کے پیغام سے عبارت ہوتی ہے

یورپ، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ سمیت پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں سالگرہ کے کیک کاٹے گئے

خصوصی رپورٹ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ۷۰ ویں سالگرہ کی تقریبات پاکستان سمیت دنیا بھر میں منعقد کی گئیں۔ یہ تقریبات لاہور، کراچی، پشاور، کوئٹہ سمیت پاکستان کے تمام شہروں میں انفرادی و اجتماعی سطح پر منعقد ہوئیں۔ بیرون ممالک امریکہ، برطانیہ، سپین، ڈنمارک، ہالینڈ، ناروے، کینیڈا، آسٹریلیا اور ساؤتھ افریقہ سمیت مختلف ممالک میں بھی منہاج القرآن کے اسلامک سنٹرز میں خصوصی تقاریب منعقد ہوئیں جن میں ہر طبقہ فکر کی نمائندہ شخصیات نے شیخ الاسلام کی علمی، فکری اور تجدیدی کاوشوں اور خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

ان تقریبات میں شریک مقررین نے ''شیخ الاسلام: علم، تحقیق اور تجدید کا عہدِ بے مثال'' کے عنوان سے دینِ اسلام کی سربلندی، اصلاحِ معاشرہ اور فروغِ علم کے لیے کی گئی شیخ الاسلام کی جملہ خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان تقریبات کا مقصد جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر اور تجدیدِ عہد ہے وہاں تنظیمی سطح پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لیے خصوصی دعائیہ تقریبات کا اہتمام کرنا بھی ہوتا ہے۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 70 ویں سالگرہ کی مناسبت سے بھوانہ چنیوٹ، لالیاں، وزیرآباد، سیالکوٹ، فیصل آباد اور دیگر مقامات پر ''سفیر امن کانفرنس''، ''شیخ الاسلام کانفرنس'' اور ''دانائے راز سیمینار'' کے عنوانات کے تحت تقریبات منعقد ہوئیں۔ ان تقریبات میں چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی اور شیخ الاسلام کی علمی، دینی و ملی اور عالمی خدمات کے موضوع پر خطابات ارشاد فرمائے۔ ان تقریبات میں محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری، انجینئر محمد رفیق نجم، راجہ زاہد محمود، اور دیگر مرکزی اور مقامی قائدین، علاقائی مذہبی، سیاسی و سماجی شخصیات سمیت ہزاروں مرد و خواتین نے خصوصی شرکت کی۔

☆ صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے سندھ اور کراچی میں منعقدہ قائد ڈے تقریبات میں خصوصی شرکت کی اور خطابات فرمائے۔

☆ ناظمِ اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور نے جنوبی پنجاب میں منعقدہ قائد ڈے تقریبات میں خصوصی شرکت کی اور خطابات کیے۔

☆ نائب ناظم اعلیٰ رانا محمد ادریس، نائب ناظم اعلیٰ شاکر مزاری، صدر یوتھ لیگ مظہر محمود علوی، صدرMSM عرفان یوسف اور نظامتِ دعوت، تربیت اور علماء کونسل کے مرکزی عہدیداران نے ملک بھر میں اپنے فورمز کے تحت منعقدہ تقریبات میں خصوصی شرکت کی اور خطابات میں شیخ الاسلام کی علمی، فکری اور تحقیقی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہمہ جہتی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ، آغوش کمپلیکس، گرلز کالج، MES، شریعہ کالج، ای لرننگ ڈیپارٹمنٹ، FMRi، انٹرنیٹ بیورو، منہاجینز فورم، مصطفوی

سٹوڈنٹس موومنٹ، یوتھ لیگ، علماء کونسل، منہاج القرآن ویمن لیگ، منہاج یونیورسٹی اور دیگر مرکزی شعبہ جات کے زیر اہتمام بھی تقریبات کا اہتمام کیا گیا جن میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، نائب صدر بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خاں، ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور، نائب ناظم اعلیٰ نوراللہ صدیقی، جواد حامد، جی ایم ملک اور جملہ مرکزی قائدین اور شعبہ جات کے سربراہان نے خصوصی سرکت کی۔

ان تمام تقریبات کی تفصیلات اور تصاویر کے لیے www.minhaj.org کا وزٹ کریں۔ ان صفحات پر صرف چند مرکزی تقریبات کے احوال نذرِ قارئین ہیں:

1۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 70ویں سالگرہ کی تقریبات کے سلسلہ میں منہاج یونیورسٹی لاہور میں 16 فروری کو بین المذاہب رواداری سیمینار کا انعقاد ہوا، جس میں منہاج یونیورسٹی لاہور کے ڈپٹی چیئرمین بورڈ آف گورنرز ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کیا۔ یہ تقریب منہاج یونیورسٹی لاہور کے سکول آف ریلیجنس اینڈ فلاسفی نے منعقد کی تھی۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآن دنیا بھر میں بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ شیخ الاسلام نے مذاہب کی تقسیم سے ہٹ کر انسانیت کے لیے خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کی عالمی خدمات میں انسانیت کا پہلو نمایاں ہے۔

تقریب میں منہاج یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر ڈاکٹر ساجد محمود شہزاد، ڈائریکٹر اکیڈمک ڈاکٹر خرم شہزاد، سکول آف ریلیجنس اینڈ فلاسفی کے ہیڈ ڈاکٹر ہرمن، منہاج القرآن انٹرفیتھ کے ڈائریکٹر سہیل احمد رضا، امریکا سے ڈاکٹر جوزف پال نائٹ، ریورنڈ جان ڈیوڈ، مائیکل شین کرو، الیاس مسیحی، ڈاکٹر ارینسٹ فاہیم، ٹائنی گے، آسٹریلیا سے تموتھی ایلن، پاسٹر انیل جون، پاسٹر سموئل اور دیگر معزز شخصیات نے بھی شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام کی بین المذاہب رواداری کے حوالے سے خدمات کو سراہا۔

2۔ منہاج یونیورسٹی لاہور میں چیئرمین بورڈ آف گورنرز شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 70ویں سالگرہ پر 18 فروری کو فاؤنڈرز ڈے تقریب منعقد ہوئی، جس میں ڈپٹی چیئرمین بورڈ آف گورنرز ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، حماد مصطفیٰ قادری اور احمد مصطفیٰ المدنی نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب میں ممتاز صحافی و دانشور تجزیہ کار سہیل وڑائچ، سماجی رہنماء وگلوکار ابرار الحق، پیپلز پارٹی کے رہنماء بیرسٹر عامر حسن اور معروف کامیڈین ہنی البیلہ سمیت زندگی کے مختلف طبقہ ہائے فکر سے ممتاز شخصیات نے بھی شرکت کی۔اس موقع پر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کیا اور شیخ الاسلام کی علمی، قومی، ملی، دینی اور قیامِ امن کے لیے عالمی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

3۔ قائد ڈے کے سلسلہ میں مرکزی پروگرام بعنوان دعائیہ تقریب منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر منعقد ہوا۔ تقریب میں ویڈیو لنک کے ذریعے شیخ الاسلام نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ منہاج القرآن کی دعوت کا اولین مقصد تعلق باللہ اور تمسک بالقرآن ہے۔ آج بدقسمتی سے امت قرآن سے کٹ گئی ہے۔ قرآن مجید پڑھنا، سننا اور اس پر عمل کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی سنوارنے میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ اس لیے منہاج القرآن سے وابستہ ہر شخص قرآن کے ساتھ اپنا تعلق جوڑے۔ آج 70 ویں سالگرہ پر دنیا بھر میں تحریک منہاج القرآن کے کارکنان کو ایک خوبصورت تحفہ دے رہا ہوں۔ وہ تحفہ یہ ہے کہ ہر رفیق، کارکن اور منہاج القرآن سے وابستہ شخص روزانہ کم از کم 3 آیات سے ایک رکوع یا دو رکوع تک تلاوت مع ترجمہ کرنے کا دائمی معمول بنائے۔ ہر رفیق، جو اپنا حق رفاقت ادا کرنا چاہتا ہے اور میرے ساتھ محبت نبھانا چاہتا ہے تو مرتے دم تک اس معمول پر کاربند رہے۔

پروگرام کی صدارت زیب سجادہ دربار بابا فرید گنج شکرؒ پیر احمد مسعود دیوان نے کی۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، حماد مصطفیٰ المدنی، احمد مصطفیٰ العربی، اسلامی جمہوریہ ایران کے ڈپٹی ایمبیسڈر آغا محمد سرخابی، سیکنڈ سیکرٹری ایمبسی ایران آغا سعید ناصری نے خصوصی شرکت کی۔

دعائیہ تقریب میں ڈائریکٹر FMRi محمد فاروق رانا نے قائد ڈے 2021ء کے موقع پر طبع ہونے والی نئی کتب کا تعارف پیش کیا۔ اس تقریب میں شیخ الاسلام کی ایک کتاب ’’حضور نبی اکرم ﷺ کا پیکر جمال‘‘ معروف کمپیئر صفدر علی محسن کی خوب صورت آواز میں آڈیو بک کی شکل میں لانچ بھی کی گئی۔

دعائیہ تقریب میں محفل قرأت میں ایران کے قاری حاج کریم منصوری نے نہایت خوبصورت لحن و آواز کے ساتھ تلاوت قرآن مجید کی۔ تقریب میں ملک پاکستان کے مشہور ثناء خواں صاحبزادہ تسلیم احمد صابری، حسان منہاج محمد افضل نوشاہی، شہزاد برادران، ظہیر بلالی برادران، امجد بلالی برادران اور دیگر نے نعت خوانی کی۔ محفل سماع میں قوال فیض علی فیضی و ہمنوا، آصف علی سنتو اور ہمنواؤں نے قوالیاں پیش کیں۔

4۔ 24 فروری کو منہاجینز فورم کے زیراہتمام ’’شیخ الاسلام کی علمی خدمات‘‘ کے عنوان سے سیمینار منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ اس تقریب میں ڈاکٹر شبیر احمد جامی، ڈاکٹر محمد اکرم رانا، ڈاکٹر نعیم انور نعمانی، TV اینکر پرسن احتشام امیر الدین، صوفیہ بیدار، خالد رانجھا، بیرسٹر عامر حسن نے بھی شیخ الاسلام کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

5۔ 25 فروری کو تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں منہاج انٹرنیٹ بیورو کے زیراہتمام ’’شیخ الاسلام کا فروغِ اسلام میں جدید ذرائع سے استفادہ‘‘ کے عنوان سے تقریب منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ مجدد کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے عصری تقاضوں کے مطابق تجدید و احیاء دین کا کام کرتا ہے۔ لوگوں کے ذہنوں کے گرد تنگ نظری، شدت پسندی اور نفرت کے دائروں کو توڑ کر سوچوں میں وسعت، رویوں میں اعتدال اور باہمی احترام اور برداشت کی فضاء قائم کرتا ہے۔ جب ہمارا مذہبی طبقہ جدید ٹیکنالوجی کو اپنانے سے گریزاں تھا تب شیخ الاسلام نے ان سے منفرد کام کرتے ہوئے اسلام کے آفاقی پیغام کی اشاعت و فروغ کیلئے ان سہولیات سے استفادہ کیا۔ شیخ الاسلام کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ نے ہر شعبہ زندگی کے حوالے سے کام کرتے ہوئے انفرادیت قائم رکھی۔ مجدد عصر کو یہی زیبا ہے کہ وہ عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔

اس تقریب سے نائب ناظم اعلیٰ میڈیا افیئرز نوراللہ صدیقی، منہاج انٹرنیٹ بیورو کے ڈائریکٹر عبدالستار منہاجین اور آئی ٹی منیجر محمد ثناء اللہ نے بھی اظہار خیال کیا۔

6۔ آغوش کمپلیکس کراچی کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 70ویں سالگرہ کی مناسبت سے 27 فروری کو تقریب منعقد ہوئی جس میں صدر تحریک منہاج القرآن اور چیئرمین آغوش آرفن کیئر ہومز ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے شرکت کی اور خطاب بھی کیا۔ تقریب میں ڈائریکٹر آغوش کمپلیکس کراچی مسعود عثمانی، زاہد لطیف، طیب مدنی، زاہد راجپوت، علامہ زاہد خان، مفتی مکرم قادری، آغوش کراچی کی انتظامیہ، پاکستان عوامی تحریک، تحریک منہاج القرآن سمیت اہم سماجی اور تعلیمی شخصیات بھی موجود تھیں۔

7۔ منہاج یوتھ لیگ کراچی کے زیراہتمام 28 فروری 2021ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 70 ویں سالگرہ کی مناسبت سے علم، تحقیق اور تجدید کا عہدِ بے مثال کے عنوان سے کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی اور خصوصی خطاب فرمایا۔ کانفرنس میں منہاج یوتھ لیگ کے مرکزی صدر مظہر محمود علوی، پیر سید احمد کمال شاہ، سید جعفر حسین شاہ، پروفیسر ڈاکٹر مجید صدیقی، ڈاکٹر شجاعت مبارک، حاجی محمد انور میمن، مفتی مکرم خان قادری، مرزا جنید، مسعود عثمانی، زاہد لطیف، علی وقار قادری، ڈان نیوز کے اینکر شاہ زیب، پی ٹی آئی کے رہنما اسرار عباسی، مسیحی برادری کے راہنما اور تحریک منہاج القرآن و جملہ فورمز کراچی کے ذمہ داران و کارکنان اور عوام الناس کی بڑی تعداد شریک تھی۔ مقررین نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو علمی، دینی و ملی خدمات پر آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔

8۔ 27 فروری کو چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن علماء

کونسل لاہور کے زیراہتمام منعقدہ ''اتحاد امت و شیخ الاسلام کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک منہاج القرآن نے انتہاء پسندی کے خاتمے کیلئے گرانقدر علمی، تحقیقی خدمات انجام دیں، اور فکری اعتبار سے منتشر امت کو قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں متحد کرنے کیلئے ہمیشہ عملی کاوشیں کی ہیں۔ عقائد اسلامیہ کا تحفظ، علم و تحقیق اور اتحاد امت منہاج القرآن کی شناخت ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 21 ویں صدی میں تکفیریت کو قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں جڑ سے کاٹ کر نسلوں کے ایمان و عقائد کی حفاظت کی۔ شیخ الاسلام فی زمانہ فکر احناف کی سب سے معتبر اور توانا علمی آواز ہیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کی اتحاد امت کے لیے کاوشیں تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں، ان کی سینکڑوں تصانیف بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کا ذریعہ ہیں۔

اتحاد امت کانفرنس سے امیر متحدہ جمیعت اہل حدیث علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، پیر سید محی الدین محبوب قادری سجادہ نشین حویلیاں شریف، پیر خواجہ اسرار الحق چشتی نظامی، پیر اطہر عباس وارثی قادری، مفتی محمد شبیر انجم، علامہ قاضی عبد الغفار قادری، علامہ میر محمد آصف اکبر قادری ناظم اعلیٰ نظام المدارس پاکستان سمیت رہنماؤں نے خطاب کیا۔

9۔ یکم مارچ کو ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے زیراہتمام قائد ڈے کے حوالے سے منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا فی زمانہ منہاج القرآن نوجوانوں کی تعلیم اور اخلاقی تربیت کی سب سے بڑی اور بین الاقوامی اصلاحی تحریک ہے۔ منہاج القرآن نے امت مسلمہ کو تعلیم و تربیت کے مثالی ادارے دیے۔ منہاج القرآن علم و تحقیق اور بیدارئ شعور کی تحریک ہے۔ شیخ الاسلام نے علم کے فروغ، عقائد صحیحہ کی ترویج و اشاعت اور متشدد رویوں کی بیخ کنی کے لیے 1000 سے زائد کتب تحریر و تالیف کیں، جن میں سے 600 سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں، یہ کتب اہل علم، لیکچررز، پروفیسرز، متلاشیان حق، اساتذہ، ریسرچرز اور طلبہ و طالبات کی علمی تحقیقی راہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

اس تقریب میں ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور ڈائریکٹر FMRi محمد فاروق رانا نے فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے بارے میں بریفنگ دی۔

10۔ تحریک منہاج القرآن کے شعبہ ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ کے زیراہتمام قائد ڈے کی باوقار تقریب منعقد ہوئی جس میں ملک کے معروف تاجروں، صنعتکاروں اور کاروباری شخصیات نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے وسائل مہیا کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ایک بہترین عمل ہے۔ دین اسلام انسانیت کے ساتھ پیار و محبت کا درس دیتا ہے۔ دین اسلام نے خدمت انسانیت کو بہترین اخلاق اور عظیم عبادت قرار دیا ہے۔

ڈائریکٹر ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ محمد شاہد لطیف نے تاجروں، صنعتکاروں، تنظیمات کے ذمہ داران اور شرکائے تقریب کو منہاج القرآن سیکرٹریٹ میں خوش آمدید کہا اور منہاج القرآن تعلیمی، فلاحی منصوبہ جات کے بارے میں تفصیلی بریفنگ دی۔ تقریب سے چیئرمین ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ حاجی محمد امین القادری اور وائس چیئرمین ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ رانا محمد شکیل نے بھی خصوصی خطاب کیا۔ اس موقع پر شعبہ ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ کی طرف سے انسانی خدمت کے شعبہ میں مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے تاجروں، صنعتکاروں، بزنس کمیونٹی کے افراد اور وابستگان کو ایوارڈز دیئے گئے، ان شخصیات میں معروف تاجر و صنعتکار رہنماؤں سیٹھ افتخار، حاجی محمد سلیم بٹ قادری، سجاد خان، کامران مغل، محمد علی، حافظ بشیر احمد جنجوعہ، افضال شاہد، حاجی شیخ محمد حنیف، شیخ شوکت علی، شیخ اویس طاہر، احمد بلال، طلعت صمیم، محمد رزاق، محمد شفیق، طارق محمود، خالد محمود و دیگر شامل ہیں۔ شعبہ ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ کے عہدیداران نصر اللہ خان، ملک شمیم نمبردار، آصف سلہریا ایڈووکیٹ، چوہدری افضل گجر و دیگر بھی تقریب میں موجود تھے۔

❁❁❁❁❁

International Center of Excellence
Join ICE to Break ice

Minhaj University Lahore

STANDARD SPOKEN **GERMAN**

BUSINESS SPOKEN **ARABIC**

TRAINER:

Mr. Qasim Khan is a highly skilled speaker of multiple languages, i.e. Arabic, English, German. He is formally educated in Arabic, English & German from different institutions in Palestine (Birzeit University), Jordan(Institute of Arab Culture), Egypt(al-Azhar University) & Germany (Freie Universität Berlin). Mr. Khan is a seasoned professional & has extensive knowledge of Arabic dialects & culture, & is also a German Linguist & well trained German Instructor.

Registration Fee:
Rs. 15,000
Course Duration:
12 Weeks

Registration Fee:
Rs. 15,000
Course Duration:
12 Weeks

German Speaking Countries

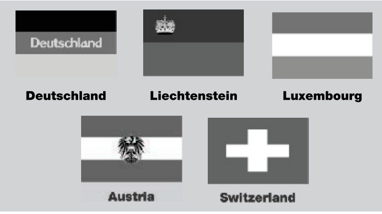

الدول الناطقة بالعربية

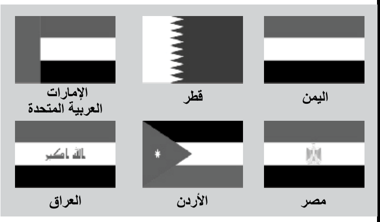

This course opens the doors for YOU to an amazing array of OPPORTUNITIES

For Registration
+92 306 1420067

@ice.minhaj
@ice.minhaj
www.ice.mul.edu.pk
@iceTrainings

قائد ڈے تقریبات فروری 2021ء

کراچی

چنیوٹ

لاہور

فریدملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ

منہاج انٹرنیٹ بیورو

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ

وزیر آباد

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
APR-2021
LAHORE
Regd CPL No.41

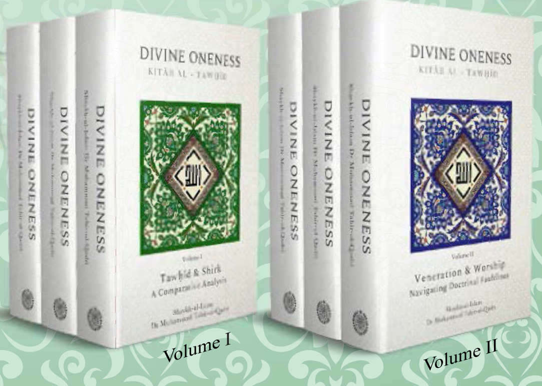

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی

فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری

موضوعات پر **600** سے زائد کتب